Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems
https://doi.org/10.5281/zenodo.17395076

منتخب کتب ظاہر الروایۃ: تعارف و تجزیہ

Kutub al-Zahir al-Riwayah: Introduction and Analytical Study

Hafiz Amir Shahzad
PhD Scholar-GC University Lahore -Instructor Islamic Studies-Virtual University of Pakistan
hafiz.amirshahzad0300@gmail.com
Muhammad Hammad Saeed
PhD Scholar, Sheikh Zaid Islamic Centre, University of the Punjab Lahore
hammad.res.szic@pu.edu.pk

ABSTRACT

This study provides a comprehensive analytical introduction to Kutub-e-Zahir al-Riwayah, the foundational corpus of Hanafi jurisprudence compiled by Imam Muhammad ibn al-Hasan al-Shaybani (d. 189 AH). These works, particularly al-Asl (al-Mabsut), al-Jami‘ al-Saghir, al-Jami‘ al-Kabir, al-Siyar al-Saghir, al-Siyar al-Kabir, and al-Ziyadat, constitute the principal textual sources of the Hanafi legal school. The research delineates the evolutionary trajectory of Hanafi fiqh through three historical phases Ancient, Classical, and Post-Classical highlighting how Imam Muhammad's systematic compilation transformed early juridical discussions into a codified and structured legal framework. The study explores the methodological and stylistic features of al-Asl, such as the dialogical structure (qultu–qala style), argumentation techniques, and thematic organization, which established a model for later jurists. It also examines the intellectual influence of these texts on subsequent Islamic schools, including Maliki and Shafi'i traditions, underscoring their cross-madhhab relevance. Furthermore, the paper evaluates how Kutub-e-Zahir al-Riwayah represent not only the essence of Hanafi legal reasoning but also the foundational principles upon which later canonical works were constructed. Ultimately, this research reaffirms Imam Muhammad's seminal contribution to Islamic legal theory, demonstrating that Zahir al-Riwayah embodies the transition from individual juristic reasoning to a cohesive, textualzed legal heritage that shaped the doctrinal identity of the Hanafi School.

Keywords: *Imam Muhammad al-Shaybani; Zahir al-Riwayah; Hanafi Fiqh; al-Asl; Islamic Jurisprudence; Legal Methodology; Early Islamic Law; Codification of Fiqh*

ابتدائیہ:

فقہ حنفی کے تین ارتقائی ادوار کا پسِ منظر:

1. قدیم فقہی دور (Ancient Fiqhi Era)
2. کلاسیکل فقہی دور (Classical Fiqhi era)
3. پوسٹ کلاسیکل دور (Post Classical Fiqhi era)[1]

پہلا دور قدیم فقہی لیٹریچر پر مشتمل ہے۔اس دور کا آغاز امام ابو حنیفہؒ (150 متوفی ھ) اور ان کے تلامذہ امام محمد بن حسن الشیبانی (متوفی 189ھ) اور امام ابو یوسفؒ (متوفی 182ھ) سے ہوتا ہے۔اس عہد میں فقہ حنفی کا بنیادی ڈھانچہ مرتب کیا گیا، بنیادی فقہی تدوین کی صورت میں فقہی لیٹریچر معرضِ وجود میں آیا۔ یہ دور اجتہاد کا دور تھا جب احناف کے مذکورہ تین بڑے ناموں نے فقہ حنفی میں عقلی واجتہادی پہلوؤں کو بروئے کار لاتے ہوئے فقہ تقدیری جیسے اہم مسائل پر تحقیق کی۔ مہینوں کی تحقیق کے بعد کسی ایک مسئلہ کو زینتِ قرطاس کیا جاتا تھا۔ جہاں یہ دور فقہ حنفی کے جنم کا دور ہے وہاں فقہی ذخیرہ مرتبہ مگر غیر منظم بھی تھا۔ مسائل میں توضیح و تعلیل کی گنجائش موجود تھی میں سابقہ فصل میں امام محمد بن حسنؒ کے حوالے سے یہ بات نقل کر چکا ہوں کہ آپؒ نے اپنی کتب کو دو بار تدوین کیا۔ پہلی بار جب لیٹریچر لکھا جا رہا تھا اور دوسری بار جب یہ محسوس کیا گیا کہ مرتب شدہ لیٹریچر میں نظر ثانی کی گنجائش موجود ہے۔ گویا کہ فقہ حنفی کا فقہی ذخیرہ زیادہ تر انہیں تین ائمہ کے دور میں مرتب ہوا تھا۔ کہا جا سکتا ہے کہ مرتب لیکن غیر منظم تھا جس کی تنظیم سازی پر اہم کام کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔

المبسوط از امام محمد بن حسن الشیبانی اس دور کا وہ عظیم شاہکار ثابت ہوئی ہے جس سے مابعد ادوار میں لکھی جانے والی نا صرف حنفی کتب بلکہ دیگر مسالک کی کتب کے لئے بھی تحقیقی استفادہ کیا جاتا رہا ہے۔ اسی دور میں الآثار از امام ابو حنیفہؒ اور کتب ظاہر الراویہ جیسی عظیم کتب کی تدوین ہوئی۔ قدیم فقہی دور میں امام طحاویؒ (متوفی 321ھ) کی المختصر اور ابو اللیث السمرقندی (متوفی 375ھ) الخزانة في الفقه بھی قابل ذکر فقہی لیٹریچر ہیں۔ آخر الذکر کتاب میں فقہی نظم نظر آتا ہے ہم دیکھ سکتے ہیں نفقات کے مسائل کے لئے ایک الگ باب قائم کیا گیا ہے جو ما قبل فقہاء کے ہاں ایسی ترتیب نظر نہیں آتی ہے۔ اس دور کے اختتام کی اہم وجہ یہ تھی کہ فقہ حنفی کو جمع شدہ ذخیرہ مسائل کی سطح سے نکل کر ایک منظم، مرتب اور وسیع زاویئے پر دوبارہ مرتب کرنے کی ضرورت تھی اس لئے 375ھ کے بعد ایک نئے زاویے سے فقہ حنفی پر کام کیا گیا اور سابقہ تحقیقات کو مزید منظم بنایا گیا۔[2]

کلاسیکل فقہی لیٹریچرز:

پانچویں صدی ہجری کے اختتام اور چھٹی صدی ہجری کے آغاز میں فقہ حنفی نے عروج کی منازل کیں۔ یہی وہ عہد ہے جس میں فقہ حنفی کا لوہا مانا گیا۔ سرکاری سطح پر اسی فقہ کو قابلِ عمل سمجھا گیا۔ فقہی لیٹریچر کو سابقہ روش سے ہٹ کر ایک نئے زاویے سے لکھا گیا۔ مصنفین نے اپنے اساتذہ کے مرتب کئے ہوئے مسائل کو دہرانے کی بجائے نئے دلائل، استدلالی طرق سے وضع کئے۔ منہجی، اصطلاحی اور فنّی پختگی اسی دور میں حاصل ہوئی۔ اس دور کا عظیم شاہکار قاضی ابو الحسن القدروری (متوفی 428ھ) کی المختصر تھی جو ایک متن کی صورت میں متعارف کروائی گئی لیکن اس متن میں وہ قوت وجان موجود تھی کہ بڑے بڑے ائمہ نے اسی کتاب کی شروحات لکھیں۔ علامہ برہان الدین المرغینانی (متوفی 593ھ) نے الہدایہ کے نام سے المختصر القدوری کی جامع شرح کی جو آج تک فقہ حنفی کا نا قابلِ تسخیر لیٹریچر مانی جانے والی شروحات میں سے ایک ہے۔ مدارس میں شاملِ نصاب ہے۔ شمس الائمہ السرخسی (متوفی 428ھ) کی المبسوط جس کی بنیاد امام محمدؒ کی الاصل پر رکھی گئی اگرچہ یہ الکافی کی شرح تھی لیکن اسکی متنی بنیاد امام محمدؒ کی الاصل ہی ہے۔ علامہ علاوالدین کاسانی (متوفی 587ھ) کی بدائع الصنائع وہ فقہی شاہکار ہے جس میں اصطلاحات متعارف کروائیں گئیں بے ربط مسائل کو ایک نظم میں پرویا گیا۔ یہ دور فقہی لیٹریچر میں نظم و تسلسل وابواب بندی کا دور ہے اور اسے ہی ہم فقہ حنفی کے عروج کا دور کہہ سکتے ہیں۔ اس دور کے لیٹریچر کی بنیاد اگرچہ قدیم فقہی دور کے لیٹریچر پر ہی رکھی گئی تھی لیکن بہت فرق ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں اجتہاد و توضیحات ساتھ ساتھ چلتے رہے۔ جہاں توضیحات و شروحات پر کام ہوا وہاں احناف کی خاص امتیازی خصوصیت اجتہاد و عقل کو بھی اس دور میں فروغ ملا جس کے اثرات فقہ حنفی کے کلاسیکل دور کی تدوین میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

جب حنفی فقہی ذخیرہ کے تدوینی مراحل مکمل ہو گئے اور فقہی لیٹریچر canonical (قانونی) شکل اختیار کر گیا تھا۔ تب اس دوسرے دور کا اختتام ہوا[3]

---

[1] The threefold division, though on slightly different lines, was first suggested by Professor Chafik Chehata. We have extended his scrupulous examination of the Hanifi texts also to the third, Post Classical, period and related the findings concerning all the three periods historically and geographically. This corroborates Professor Chehata's conclusions which were based on purely legal data

[2] Meron, Ya'akov. "The development of legal thought in Hanafi texts." *Studia Islamica* 30 (1969): 73-118.

[3] Meron, Ya'akov. "The development of legal thought in Hanafi texts." *Studia Islamica* 30 (1969): 73-118.

پوسٹ کلاسیکل عہد:

تیسرا دور(Post Classical era)پوسٹ کلاسیکل کہلاتا ہے۔ تیرھویں صدی عیسوی سے شروع ہونے والا یہ دور انیسویں صدی عیسوی تک آتا ہے۔ مذکورہ بالا دور قدیم فقہی مصادر پر شروحات، حواشی، تعلیقات کا دور ہے جبکہ اجتہادی نظائر اس دور میں بہت کم ملتے ہیں۔ فقہاء کا اصل مقصد سابقہ لکھے جانے والے فقہی ذخیرہ پر اعتراضات کے جوابات میں کتب کی تشکیلِ نو، وتفصیلات فراہم کرنا تھا۔

یہ دور قدیم مصادر کی تشریحات میں تقلید کا دور ہے۔اس دور میں مصنفین قدیم مصادر مثلاً کتب ظاہر الروایہ ،المبسوط ،البدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ،القدوری ،الہدایہ جیسی عظیم کتب کی شروحات لکھتے اور مسائل کو جزوی سطح تک کھول کر بیان کرتے تھے۔

اس دور کی کتب میں ابن ہمامؒ (وفات 861ھ/1457ء) کی فتح القدیر، ابن نجیمؒ (وفات 970ھ/1563ء) کی البحر الرائق اور علامہ حصکفیؒ (وفات 1088ھ/1677ء) کی الدر المختار قابل ذکر ہیں۔ بعد ازاں ابن عابدینؒ (وفات 1252ھ/1836ء) کی رد المحتار کو اس دور کا سب سے جامع اور آخری نمایاں کارنامہ کہا جاسکتا ہے جس نے حنفی فقہ کے تمام ذخیرے کو سمیٹ کر پیش کیا۔اس دور کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اجتہادی بیانیے کی بجائے تشریحی اور توضیحی بیانیہ غالب رہا اور علمی کاوشیں زیادہ تر سابقہ متون کی توضیحات اور ان کے فروعی مسائل پر مرکوز رہیں۔اس دور کے اختتام کی وجہ یہ تھی کہ فقہ حنفی کی بنیادی اور اصولی تشکیل پہلے ہی کلاسیکل دور میں مکمل ہو چکی تھی، لہٰذا بعد کے علماء کی توجہ قدیم سرمایہ کی حفاظت، تشریح اور عملی فتاویٰ تک محدود ہو گئی تھی۔اس دور کے اختتام میں میری فکر کے مطابق یہ عنصر قابل ذکر رہا ہے کہ اجتہاد کی قوت سلامت نا رہی اور رد المختار کے بعد کوئی قابلِ ذکر فقہی ذخیرہ سامنے نا آنے کی وجہ سے علماء وفقہاء نے ایک نئے زاویے کی جانب اپنی توجہات مبذول کرنا چاہیں۔[4]

فقہ حنفی متون کی طبقاتی تقسیم کے تناظر میں

ادوار کی تقسیم کے بیانئے کے بعد ایک نظر فقہ حنفی کی طبقاتی تقسیم پر بھی ہونی چاہیئے۔مسائل حنفیہ تین طبقات میں منقسم ہیں:

- ✓ **طبقہ اولی** مسائل الاصول پر مشتمل ہے یہ مسائل ائمہ ثلاثہ (امام ابو حنیفہ ،امام محمد ،اور ابو یوسفؒ) سے مروی ہیں۔ لیکن کبھی ان مسائل میں امام زفر ،امام حسن بن زیادؒ جو امام ابو حنیفہؒ کے تلامذہ میں شامل ہیں کے مسائل بھی شامل کر لئے جاتے ہیں۔ان مسائل کو مسائل الاصول کہا جاتا ہے کیونکہ یہ فقہ حنفی کی بنیاد اور اصل ہیں اور ان مسائل کی روایت کو ظاہر الروایۃ کہا جاتا ہے۔ دراصل "مسائل الاصول" وہ مسائل ہیں جو امام محمدؒ کی کتب ستہ (المبسوط، زیادات، الجامع الصغیر، الجامع الکبیر، السیر الصغیر ،السیر الکبیر)[5]میں مذکور ہیں ان کتب کو ظاہر الروایۃ کہنے کی وجہ ان کی مضبوط و قوی سند ہے۔ قوتِ سند اس وجہ سے ہے کہ امام محمد بن حسن الشیبانیؒ نے کتب ظاہر لروایۃ کے تمام مسائل اپنی سند کے ساتھ اپنے دو اساتذہ سے حاصل کئے ہیں۔[6]
- ✓ **طبقہ ثانیہ** مسائل النوادر پر مشتمل ہے یہ بھی مذکور ائمہ سے ہی مروی مسائل ہیں لیکن یہ مسائل کتب ظاہر الروایہ میں مذکور نہیں ہیں بلکہ یہ دیگر موضوعاتی کتب میں پائے جاتے ہیں مثلاً الکیسانیات [7]،الھارونیات [8]،الجرجانیات [9]،الرقیّات [10]،یا ابو یوسف اور محمد بن حسن الشیبانیؒ کے اصحاب کے فتاوی میں

[4] Ibid

[5] جمہور فقہائے کرام کے نزدیک کتبِ اصول اور کتبِ ظاہر الروایہ وہی چھ ہیں جن کا ذکر سطور بالا میں کیا جا چکا ہے۔البتہ اس سلسلے میں اہلِ علم کے درمیان کچھ اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔ بعض کے نزدیک "جامع صغیر"، "جامع کبیر"، "المبسوط" اور "الزیادات" ہی کتبِ ظاہر الروایہ یا کتبِ اصول شمار ہوتی ہیں، جبکہ بعض نے مذکورہ تین کے ساتھ "الزیادات" کے بجائے "السیر الکبیر" کو ظاہر الروایہ میں شامل کیا ہے۔اسی طرح چند علماء نے کتبِ ظاہر الروایہ اور کتبِ اصول کے درمیان تفریق کی ہے اور ان چھ میں سے بعض کو کتبِ اصول اور بعض کو ظاہر الروایہ قرار دیا ہے۔تاہم جمہور ائمہ کا راجح موقف وہی ہے جو اوپر ذکر ہو چکا ہے۔

[6] الشیبانی، محمد بن حسن، المقدمۃ الاصل، تحقیق الدکتور محمد بوینوکالن، وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیہ، دولۃ قطر، ص:40

[7] یہ ان مسائل پر مشتمل جنہیں شعیب بن سلیمان الکیسانی نے امام محمدؒ سے روایت کیا ہے اس لئے انہیں کیسانیات کہا جاتا ہے۔

[8] یہ وہ مسائل ہین جنہیں خلیفہ ھارون رشید کے زمانے میں جمع کیا گیا اس لئے انہین الھارونیات کہا جاتا ہے۔

[9] یہ وہ مسائل ہیں جنہیں علی بن صالح الجرجانی نے امام محمدؒ کے تلامذہ سے روایت کیا تھا۔

[10] یہ وہ مسائل ہیں جنہیں امام محمد بن حسن الشیبانیؒ نے خلیفہ ہارون رشید کے ساتھ مقامِ رقہ کے قاضی بن کر جانے کے بعد اسی جگہ رہ کر مرتب کیا تھا۔

مذکور ہیں۔ان کو نوادر المسائل اس لئے کہا جاتا ہے کہ اصولی کتب فقہ میں مذکور نہیں ہیں۔یا آسان الفاظ میں کہیں تو ان کی سند اس قدر قوی و مضبوط نہیں ہے جس طرح کتب ظاہر الروایہ میں مذکور مسائل کی سند قوی ہے۔[11] یا یہ مسائل امام محمد بن حسن الشیبانیؒ سے بروایتِ مفردہ ثابت ہیں۔[12]

- ✓ **طبقہ ثالثہ** تیسرا طبقہ فتاوی اور واقعات کے مسائل پر مشتمل ہے۔ان میں وہ مسائل ہیں جن کو متاخرین فقہائے احناف نے استنباط فرمایا اور ان مسائل کی نوعیت بھی مسائل نوازلہ (تغیر زمانہ سے پیدا ہونے والے مسائل) کی تھی۔ان مسائل کے بارے میں متقدمین کی کوئی آراء موجود نا ہونے کی بناء پر متاخرین فقہاء نے کتبِ فتاوی لکھیں۔ان مسائل کو صاحبینؒ کے تلامذہ (پھر ان کے تلامذہ اور اس طرح یہ سلسلہ جاری رہا) نے مرتب کیا تھا ان میں محمد بن سماعہ ابو سلیمان الجوزجانی و حسن بن زیاد وغیرہ شامل ہیں یہ مسائل عموماً فتاوی اور واقعات کی کتب سے ملتے ہیں[13] مثلاً امام سرخسی کی کتاب النوازل اسی طرز کی کتاب ہے۔[14]
- ✓ مذکورہ تینوں طبقات پر مشتمل مسائل یعنی الاصول، النوادر، الفتاوی، کو ملا کر فقہ حنفی کا ایک عظیم فقہی انسائیکلوپیڈیا بن جاتا ہے جہاں "الاصول" سے بنیادی و معتبر قواعد ملتے ہیں نوادر ان اصولوں و قواعد کی روشنی میں مسائل کی تشریحات پیش کرتی ہیں جبکہ واقعات و فتاوی میں تغیر زمان سے جنم لینے والے اجتہادی مسائل کے ذریعے رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔

کتب ظاہر الروایۃ: تعارف و تجزیہ

کتاب "الاصل" کا تعارفی مطالعہ

کتاب الاصل یا "المبسوط" ہر دو نام درست ہیں۔اس کتاب کو "الاصل" اس لئے کہا جاتا ہے کہ محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ نے سب سے پہلے اسی کتاب کے مسائل کو مدون کیا تھا بعد میں دیگر کتب تالیف فرمائیں۔کتاب الاصل یا المبسوط یک بارگی میں مرتب نہیں کی گئی بلکہ اس میں مذکور تمام کتب الگ الگ لکھی گئیں تھیں مثلاً کتاب الصلوۃ، کتاب الطہارۃ، کتاب الطلاق وغیرہ، بعد ازاں ان تمام الگ الگ رسالوں کو ایک جگہ اکٹھا کر دیا گیا جسے "الاصل" یا "المبسوط" کہا جانے لگا۔ ہمیں عموماً کتبِ فقہ میں دورانِ مطالعہ ایسے الفاظ پڑھنے کو ملتے ہیں کہ قال محمد فی کتاب الصلوۃ، فی کتاب الطہارۃ "دراصل اس عبارت سے مراد وہی کتبِ فقہ ہوتی ہیں جو پہلے پہل مفرد مفرد لکھی گئیں بعد ازاں انہیں "المبسوط" کی شکل میں جمع کیا گیا ہے۔[15]

محدث الکوثری لکھتے ہیں: المبسوط کو امام شافعیؒ نے حفظ کیا تھا اور اسی المبسوط کی ترتیب پر کتاب الام مرتب کی تھی۔امام محمدؒ کی سب سے طویل کتب میں الاصل "یا "المبسوط کا شمار ہوتا ہے۔ایک نصرانی عالم نے اس کا مطالعہ کیا اور کہنے لگا: ھذا کتاب محمدکم الاصغر ، فکیف کتاب محمدکم الاکبر؟؟ فسلم یعنی وہ مسلمان ہو گیا۔[16] امام حاکم شہیدؒ (متوفی 334ھ) نے "الکافی" لکھی جو کہ امام محمد بن حسنؒ کی کتب ظاہر الروایۃ کا اختصار تھی۔الکافی میں مذہبِ حنفیہ کی فروعات کو جامعیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جس کی بنیاد و ترتیب "الاصل" پر قائم کی گئی اور مسلکِ حنفیہ میں "الکافی" کے مسائل کو مستند مانا جاتا ہے۔[17] امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ فقہ اسلامی میں وہ پہلا غیر معمولی شجر ثابت ہوئے ہیں جن کی نگرانی میں مرتب کئے گئے فقہی متون سے مابعد فقہی مسالک و مذاہب بھی وجود میں آئے۔تمام فقہی مسالک کی بنیادوں میں امام ابو حنیفہؒ کا روحانی فیض موجود ہے جن کی بدولت علمِ فقہ سینہ بسینہ ان کے تلامذہ و اصحاب کے ذریعے مابعد فقہاء تک پہنچا۔تنوعِ اختلاف کی بناء پر مسالک کا ظہور ہوا۔آپؒ چونکہ عمر میں بھی بڑے اور زمانے کے اعتبار سے باقی فقہاء کی نسبت پہلے ہی تشریف لائے تھے اور علمی وجاہت و کمال کا اللہ تعالی نے آپ پر ہمیشہ احسان ہی فرمائے رکھا۔قیاس کے

---

11 ایضا

12 محمد بن سماعہ، اور معلی بن منصور سے روایت ہیں۔

13 الجواہر المضیہ فی طبقات الحنفیۃ: از شیخ عبد القادر القرشی، تاج التراجم: از شیخ امام قاسم بن قطلوبغا، الفوائد البھیۃ: از عبد الحئ لکھنوی وغیرہ جیسی کتب سے ان مسائل کو دیکھا جا سکتا ہے۔

14 ایضا

15 عثمانی، تقی، مفتی، اصول الافتاء آدابہ، (فتویٰ)، ادارہ اسلامیات، لاہور، ص: 144

16 الکوثری، بلوغ الامانی فی سیرۃ محمد بن حسن الشیبانی، مکتبۃ الازھریہ للتراث، مصر، ص: 62/ علی مراقی الفلاح، حاشیہ الطحاوی، مقدمہ، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ج 1، ص: 11

17 Naseem, Ali, and Muhammad Mhasib. "A detailed study of the methods and styles of Al-Mabsūt lil-Sarkhsī." Al-Mahdi Research Journal (MRJ*)* 5, no. 4 (2024): 695-701.

متعارف کروانے میں اور عقلی و فکری صلاحیتوں کی بناء پر احکام کے استنباط میں ابو حنیفہؒ کی نظیر نہیں ملتی۔[18] فقہی فروعات کی تشکیل کے سلسلہ میں ہم امام صاحب کے احسان مند رہیں گے۔ابو حنیفہؒ نے مسائلِ فرضیہ (فقہ تقدیری) کے ذریعے ممکنہ مسائل پر تحقیق ان تلامذہ و اصحاب کی مجلس میں کی جن کو آپؒ بذاتِ خود علمی کمال سے آراستہ کرنے کے لئے سالہاں سال سے تیار کر رہے تھے۔[19] فقہ تقدیری کے ذریعے ان مسائل کا حل بھی پیش کیا گیا جن کے متعلق غیر مجتہدین کے ہاں اس عمل کے ناجائز ہونے کا فتوی دیا جاتا تھا لیکن مابعد ادوار میں انہوں نے اعتراف کیا کہ امام صاحب کی علمی منازل کو ہم کیونکر پہنچ سکتے ہیں۔فقہ تقدیری کی تشکیل میں کی جانے والے عقلی، فکری علمی مباحث "الاصل" کے متن کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہیں۔[20] اب میں اس پہلو کی جانب توجہ دلانا چاہوں گا کہ کتاب الاصل ایسے اصول و قواعد پر مبنی ہے جو فقہاءِ عراق بالخصوص امام محمدؒ نے شیخینؒ کی مجلس میں پڑھے تھے اور آپ ہی کے بتائے ہوئے قواعد لکھے تھے۔یہ دراصل وہی مجموعہ قواعد ہے جو امام ابو حنیفہؒ کی کلاس میں آپ کے لائق و ذہین باوثوق معتبر طلباء لکھتے تھے ان میں امام محمدؒ کا شمار بھی ہوتا ہے۔ اس کتاب میں خاصیت یہ ہے کہ اس کے متون امام ابو حنیفہؒ کی نظر سے گزرے ہیں لیکن بعد میں آپ کے تلامذہ نے کچھ اضافات بھی کئے تھے جو کہ کتاب کی اساسی و اصولی نوعیت کو برقرار رکھتے ہوئے کئے گئے تھے ان تلامذہ میں سرِ فہرست امام ابو یوسف و امام محمدؒ کا نام ہے امام محمد بن حسنؒ نے اس کتاب کے جملہ متون کو شیخین کی آراء اور اضافات کے ساتھ المبسوط کی شکل میں جمع کر لیا۔[21] اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ ہم اس بات سے بھی لگا سکتے ہیں کہ مذہبِ مالکیہ کے اسد بن فرات جو المدونة الكبرى کے مؤلف ہیں اور مذہبِ مالکیہ کے نمائندہ فقیہ ہیں ان کے بنیادی اصولی قواعد و نظریات کی ابتداء فقہ حنفی سے ہی ہوئی تھی بلکہ یہ کہنا غلو نہیں ہو گا کہ مذہبِ مالکیہ اپنی فقہی آراء کے بقاء میں مذہبِ حنفیہ کا احسان مند رہے کہ اسد بن فرات اگر قاضی بنے تو امام ابو حنیفہؒ کی کتب و مسائل کی ورق گردانی سے ہی بنے تھے۔اسد بن فراتؒ نے فقہ حنفی میں اصولی مسائل کا فقہ مالکیہ کے ساتھ تقابل کیا اور امام ابو حنیفہؒ کی آراء کے تناظر میں مذہبِ مالکیہ کے مسائل کی چھان پھٹک کی۔[22]

امام شافعیؒ (متوفی 204ھ) نے امام محمد بن حسنؒ سے بے شمار کسبِ علم فرمایا اور باقاعدہ امام محمدؒ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں ایک روایت کے مطابق امام شافعیؒ نے امام محمد بن حسنؒ سے ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر علم حاصل کیا تھا۔[23] امام شافعیؒ امام ابو حنیفہؒ کا اکثر تذکرہ فرماتے ہوتے کہا کرتے تھے کہ "لوگ فقہ کے مسائل میں ابو حنیفہؒ کے محتاج ہیں" اسی طرح امام محمد بن حسن کی علمیت کا اقرار بھی کیا کرتے تھے ایک دن ایک شخص نے امام شافعیؒ سے کہا" خالفک الفقهاء "یہ فقہاء تو آپ کی مخالفت کرتے ہیں جواباً امام شافعیؒ نے پوچھا" هل رايت فقيها قط الا ان يكون محمد بن الحسن "کیا تو نے کبھی امام محمد بن حسن کے علاوہ بھی کوئی فقیہ دیکھا ہے پھر فرمایا" امنّ الناسَ علی فی الفقه محمد بن الحسن "فقہ کے معاملے میں لوگ محمد بن حسنؒ کے احسان مند رہیں۔[24]

یہ تمام فضائل و مراتب دراصل المبسوط کی وجہ سے ہیں کیوں کہ اس کتاب کی علمیت و جامعیت نا صرف فقہ حنفی میں بلکہ بقیہ مسالک میں بھی مانی جاتی ہے اور یہی وہ اصل بحر ہے جس سے مسالکِ ثلاثہ نے اپنے لئے فقہی راستوں کا تعین کیا۔امام نوویؒ نے لکھا کہ ابو العباس بن سریج الشافعی[25] (متوفی 306ھ) کو ابو الحسن الشیرجی نے مشورہ دیا محمد بن حسن کی کتب کو ہمیشہ اپنے لئے لازم ٹھہراؤ کیونکہ یہی کتب ہیں جن سے مذہبِ شافعی چار سوئے عالم پھیلا۔دراصل یہ مبسوط ہی کی تعریف ہے۔[26] امام احمد بن حنبلؒ نے اقرار کیا کہ میں نے دقیق مسائل کا علم محمد بن حسن الشیبانی کی کتب سے سیکھا ہے۔[27] لہذا مذکورہ تمام اعترافات جو کہ اجل فقہاء کی جانب سے کئے گئے ہیں ان سے مذہبِ حنفیہ کی قدامت و کرامت کے ساتھ ساتھ فقہ میں برتری بھی واضح ہو رہی ہے۔اس بات میں کوئی شک نہیں ہے فقہ حنفی اور مسالکِ ثلاثہ میں بہت زیادہ اختلاف

---

[18] الذھبی، شمس الدین، مناقب الامام ابی حنیفة وصاحبیه ابی یوسف و محمد بن الحسن، لجنة احیاء المعارف النعمانیة، حیدر آباد دکن، الھند، ص:29

[19] ایضا

[20] الشیبانی، محمد بن حسن، المقدمة للمبسوط، (بتحقیق عبد الحئی لکھنوی)، المکتبة الشاملة۔

[21] ایضا

[22] ایضا

[23] الذھبی، شمس الدین عثمان، سیر اعلام النبلاء، مؤسسة الرسالة، بیروت، 8:10

[24] المقدمة الاصل، ص: 42

[25] یہ فقہ شافعیہ کے بڑے عالم تھے جنہوں نے مذہبِ شافعی میں خاصہ نشر و اشاعت کا کام کیا تھا۔مسائلِ شرعیہ و فرعیہ میں بھی خاصی مہارت رکھتے تھے ان کو مذہبِ شافعیہ کا ستون مانا جاتا تھا اس پائے کے عالم تھے

[26] ایضا

[27] الجوزی، عبد الرحمان، المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان، 175/9

ہے مسائلِ فقہیہ واجتہادی نظائر بہت مختلف ہیں لیکن یہ اعتراف اپنی جگہ باقی ہے کہ مسائل تفریعات اور اصول و قواعد کا اختراع امام ابو حنیفہ اور ان کے جملہ رفقاء و تلامذہ کی طرف سے کئے گئے ہیں اور اصول میں پہلی اور درجہ "ام" کی کتاب الاصل ہی ہے ۔[28] مذکورہ اقتباسات سے ہمیں کتاب الاصل کی اہمیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ خطیب بغدادیؒ نے حسن بن داودؒ سے اپنی سند کے ساتھ یہ بات نقل کی ہے کہ کوفہ والے چار کتابوں پر فخر کرتے ہیں: الجاحظ کی کتاب البیان والتبیین، انہی کی کتاب الحیوان ، تیسری امام سیبویہ کی الکتاب اور چوتھی امام خلیل نحوی کی العین ہے اور ان چاروں کتب کے مقابلے میں ہم اہلِ کوفہ فقط ایک ہی کتاب پر فخر کرتے ہیں جس میں ستائیس ہزار حلال و حرام کے مسائل نقل کئے گئے ہیں کہ ان کی بدولت کوئی شخص اب علمِ فقہ سے جُہل کا دعوی نہیں کر سکتا اور یہ امام محمد بن حسن کیؒ الاصل ہے۔[29] یہ کتاب پانچ جلدوں پر مشتمل ہے اور ہر جلد میں تقریباً پانچ سو صفحات ہیں۔[30]

الاصل یا المبسوط کی وجہ تسمیہ:

الاصل یا المبسوط نام رکھنے کی متعدد وجوہات ہو سکتی ہیں:

- ✓ "المبسوط "نام کی ایک وجہ یہ ہے کہ امام محمد بن حسنؒ نے ہر ہر کتاب کو مفرد مفرد مرتب کیا تھا جب ان کو یکجا کیا تو مواد کی کثرت کی وجہ سے مبسوط ہو گیا۔ لغت میں البسیط مصدر کا معنی کشادہ کرنا، وسعت دینا ہوتا ہے۔ مجموعہ میں تعدد کتب کی وجہ سے المبسوط کہا جاتا ہے۔
- ✓ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کتاب میں فقہ حنفیہ کے تمام مسائل واصول ترتیب سے مرتب کئے گئے ہیں یہ نا صرف فقہ حنفی بلکہ مذاہب، ثلاثہ کی بنیاد سمجھی جاتی ہے لہذا اصول و قواعد کی کثرت اور مواد کی وسعت کی بناء پر اسے المبسوط کہا گیا۔
- ✓ الاصل نام رکھنے کی بنیادی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ یہ کتاب سب سے مقدم لکھی گئی ہے لہذا اس وجہ سے یہ دوسری کتب کے لئے اصل کا درجہ رکھتی ہے[31] یا یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب اصول و قواعد پر مبنی ہے جو امام ابو حنیفہ ورفقاء و تلامذ ۃ نے مرتب کئے تھے لہذا اس اعتبار سے یہ کتاب اصل، اساس، اور قاعدہ کی حثیت رکھتی ہے جس کے اوپر مذہبِ حنفی کی بنیاد قائم ہے۔ یہ کتاب نا صرف فقہ حنفی بلکہ باقی مذاہب کے ائمہ وفقہاء کے لئے بھی اصل کی حثیت رکھتی ہے اس دعوی کی دلیل سابقہ سطور میں وہ بحث ہے جو کتاب کی اہمیت کے زمرے میں کی گئی ہے۔
- ✓ ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ "الاصل" سے مراد وہ الگ الگ کتب ہیں جو متعدد موضوعات پر لکھی گئیں تھیں مثلاً کتاب الطہارۃ، کتاب البیوع وغیرہ اور اس کتاب کو "الاصول" کہا جاتا ہے[32] جو کہ الگ الگ کتب کے مجموعے پر صادر آتا ہے[33]

اسلوب و منہج:

ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب کا ایک اقتباس المبسوط کے منہج واسلوب کو باخوبی واضح کرتا ہے:

کتاب المبسوط جو کتاب الاصل بھی کہلاتی ہے یہ کتاب انتہائی ضخیم ہے۔ امام صاحب (امام اعظم ابو حنیفہؒ) کا منہج اجتہاد تنظیمی تھا انفرادی نہیں تھا۔ ایک مسئلہ پر تلامذۃ کے سامنے بحث کی جاتی تھی امام صاحب اپنی رائے بیان کرتے تھے تلامذہ اس رائے پر بحث کرتے تھے بالاتفاق جب کسی ایک رائے پر اتفاق ہو جاتا تو اسے اتفاقی رائے کے طور پر قلمبند کر لیا جاتا تھا اگر اتفاق نا ہوتا تو اختلافی رائے بھی قلمبند کر لی جاتی تھی یہی اکثر مباحث کتاب الاصل میں امام محمدؒ نے قلمبند کئے ہیں۔[34]

---

[29] خطیب بغدادی،تاریخِ بغداد،حرف الحاء،ذکر من اسمه محمدواسم ابيه الحسن،محمد بن حسن بن فرقد ابو عبد الله الشيبانى، مولاهم صاحب ابى حنيفة وامام اهل الرائ، طبع دار الكتاب العربى،بيروت، الجزء2،الصفحة 567،

[30] تقی عثمانی،اصول الافتاءوآدابہ،ادارہ اسلامیات،لاہور،ص: 144

[31] اصول الافتاءوآدابہ،ص::145

[32] شرح عقود رسم المفتی،ص:82

[33] عبدالحئی لکھنوی،مقدمۃ الاصول،ص:34

[34] غازی، محمود احمد، محاضرات فقہ (مسلمانوں کا بے مثال فقہی ذخیرہ: ایک جائزہ)،الفیصل ناشران،اردو بازار،لاہور،ص:484

قلت و قال کا اسلوب:

کتاب میں ہمیں بے شمار ابواب میں "قلتُ" و "قال" کے الفاظ نظر آتے ہیں۔ یہ اسلوب دراصل امام محمد بن حسنؒ کا اپنا اختیار کیا ہوا ہے اس اسلوب میں مکالماتی انداز میں سوالیہ عبارت خود بنائی جاتی ہے اور اس عبارت کے پیشِ نظر لفظِ قال کے ساتھ جواب بھی خود ہی دیا جاتا ہے۔ عام قاری کو یہ بحث اس خیال کی جانب مبذول کرتی ہے شاید ہمیشہ ہی امام محمدؒ کی مجالس میں لوگ سوالات پوچھتے رہتے تھے اور آپ جوابات دیتے رہتے تھے، نہیں ایسا نہیں تھا! ہمیں فقہی ماخذ پڑھنے کو ملتے ہیں اس میں اسی اسلوب کو اپنایا جاتا تھا۔ اس اسلوب کے تحت درج ذیل ابواب آتے ہیں الصلاة،الزكاة الهبة الصيد والذبائح المكاتب الجنايات الحدود السرقة السيرالوديعة العارية جعل الآبق الحيل اللقطة الغصب۔

يحول العبارة إلى مسألة بدون سؤال وجواب:

دوسرا اسلوب یہ اختیار کیا گیا ہے کہ سوال و جواب کے بغیر براہِ راست فقہی مسائل کو لکھنا شروع کر دیا گیا ہے۔ اس اسلوب میں سوال و جواب یعنی مکالماتی اسلوب سے گریز کیا گیا۔ عبارت کو سادگی کے ساتھ فقہی مدعا کی جانب موڑ دیا جاتا ہے ایسے اسلوب کے تحت درج ذیل ابواب آتے ہیں: الحيض، التحري، الاستحسان، البيوع، السلم، الرهن، القسمة، المضاربة، الرضاع، العتاق، العتق في المرض، الوصايا، الفرائض، الولاء، الديات، الدور، الخراج، الاعتكاف، الدعوى، البينات، الإقرار، العبد المأذون، المفقود، الوقف

طريقة المناقشة والاحتجاج:

كتاب الصدقة الموقوفة، مؤلف على طريقة سرد المسائل بدون سؤال وجواب، إلا أن فيه أسلوب الاحتجاج والمناقشة: "فإن قال قائل ... قيل له، قالوا ... قيل لهم". وهكذا في عدة مواضع..[35]

طریقہ مناقشہ یا احتجاج میں مناظرانہ اسلوب اپنایا گیا ہے مخالف کی دلیل رقم کی جاتی ہے اس پر بحث کی جاتی اور دلیل سے رد کیا جاتا ہے الاصل کے متعدد ابواب مناقشہ کے اسلوب پر بھی لکھے گئے ہیں۔ "فإن قال قائل ... قيل له ... ، قالوا ... قيل لهم"، على سبيل المناقشة جیسے الفاظ سے عبارت لکھی جاتی ہے ۔

منفرد اسلوبِ بیان:

بعض مقامات پر سوال "رجل فعل كذا ... ما القول فيه؟" یا "فإن قال قائل ... قيل له" جیسے الفاظ سے شروع ہوتا ہے۔ یہ طریقہ مجھے عام رائج الوقت مفتیان کرام کے ہاں بھی پڑھنے کو ملا ہے۔ سوال کی عبارت الگ سے لکھی جاتی ہے۔ سوال کی نوعیت کو واضح کیا جاتا ہے پھر مفتی جواب دیتا ہے۔ یہی طریقہ الإجارات، الإكراه، الحجر، العقل، الصدقة الموقوفة جیسے ابواب میں ملتا ہے۔

استفہامی کلمات کا حذف ہونا:

بعض مقامات پر استفہامی کلمات (قلتُ، قال،) جیسے کلمات کا مکمل حذف ہونا بھی ملتا ہے۔ ایسا کرنے سے عبارات میں پیچیدگی پیدا ہوئی ہے لیکن عام مشاہدے میں آیا ہے کہ آپ نے ایسی عبارات پر قلت وقال کا اضافہ کرنا شروع کر دیا تھا غالباً یا تدوین کے مراحل سے گزرتے ہوئے نظر ثانی کے دوران ہوا ہوگا۔ موصوف کے اسلوبِ تحریر سے یہ تاثر بھی ملتا ہے کہ آپ نے اسلوب میں تنوع رکھا تھا کتاب کے بعض حصے قلت و قال جیسے الفاظ سے لکھے گئے ہیں جبکہ بعض حصے بلاواسطہ امام ابو حنیفہؒ سے سوال پوچھنے کی عبارت سے شروع ہوتے ہیں اور بعض حصوں میں سوال و جواب کا سلسلہ نظر نہیں آتا صرف فقہی آراء و فتاوی جات ہی نظر آتے ہیں تو یہ سب اسالیب متنوع ہیں تاکہ قاری کو کتاب کے متون میں جاذبیت کا احساس ہو۔[36]

امام صاحبؒ المبسوط میں اپنی اور اپنے دونوں اساتذہ کی آراء نقل کرتے ہیں مشاہدے میں یہ بات بھی آئی ہے کہ آراء کے ساتھ دلائل نقل نہیں کرتے ہیں ممکنہ حد تک یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ جن مسائل میں محمد بن حسنؒ کا اپنے اساتذہ کے ساتھ اتفاق ہوتا ہے "قال قد بينت لكم قول ابى حنيفة وابى يوسف وقولى وما لم يكن فيه اختلاف فهو قولنا جميعا" وہاں دلائل کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی، یا ان فروعات میں دلائل نقل نہیں کرتے ہیں جو جمہور فقہاء اور عام علماء کی دسترس میں ہوتیں ہیں۔ البتہ جو فروعات عام فقہاء[37] کی دسترس میں نہیں ہوتیں اور جن آراء کے دلائل کی ضرورت ہوتی ہے وہاں دلائل بھی نقل فرماتے ہیں۔ مثلاً اس کتاب کے

[35] كتاب الأصل لمحمد بن الحسن ت بوينوكالن، اختلاف الأسلوب بين السؤال والجواب وبين سرد المسائل ، المكتبة الشاملة، ص109

[36] مذکورہ بالا تمام اسالیب کتاب الاصل میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ عبارات کا مشاہدہ کرنے سے دیگر اسالیب و مناہج بھی مل سکتے ہیں۔

[37] عام فقہاء سے میری مراد جمہور کے علاوہ وہ علماء جو قابلیت و دسترس میں جمہور کے ہم پلہ نہیں ہیں

اسلوب میں ایک بات یہ بھی دیکھی جاسکتی ہے کہ امام محمدؒ نے بعض سوالات کے جوابات میں فروعات کا لکھیں ہیں اور بعض مسائل از خود بھی بیان فرمائے ہیں۔اس کتاب کا ایک نسخہ ابو سلیمان الجوزجانیؒ سے منقول ہے اس نسخہ میں یہی ترتیب دیکھی جاسکتی ہے مثلاً کتاب کے آغاز میں ائمہ ثلاثہ احناف (ابو حنیفہ، ابو یوسف، امام محمدؒ) کے دلائل نقل کرنے کا طریقہ واضح کیا گیا ہے جو اس عبارت سے باخوبی جانچا جاسکتا ہے:

"قال قد بينت لكم قول ابى حنيفة وابى يوسف وقولى وما لم يكن فيه اختلاف فهو قولنا جميعا"

میں تمہارے سامنے امام ابو حنیفہ، ابو یوسف اور اپنا قول رکھ دوں گا جس قول میں اختلاف نہیں ہوگا وہ متفق علیہ قول ہوگا۔اگر قول مطلقاً ذکر کیا جاتا ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے اس قول پر ائمہ ثلاثہ (ابو حنیفہ، ابو یوسف، امام محمد بن حسنؒ) کا اتفاق ہے بصورت دیگر اقوال کے اختلاف کی صورت میں ہر ایک کے قول کی نسبت اس متعلقہ شخص کی طرف کر دی جاتی ہے۔

احادیث و آثار کی تعداد و سندِ بلاغات کا استعمال

الاصل "میں احادیثِ مبارکہ و آثارِ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی کثیر تعداد استعمال کی گئی ہے۔متعدد روایات کو امام ابو حنیفہ، ابو یوسف، مالک بن انس، اور دیگر ثقہ روات کی سند سے بیان کرتے ہیں اور بعض مقامات پر سند بلاغات یعنی "بلغنا عن النبى ﷺ" جیسے طرق استعمال کئے گئے ہیں۔سندِ بلاغت مؤطا امام مالک و مؤطا امام محمدؒ میں بھی دیکھیں جاسکتیں ہیں جو محدثین کے رائج طریقوں میں سے ایک تھا۔مجموعی طور ہر اس کتاب میں مرفوع، موقوف، آثار و روایات کی 1632 تعداد نقل کی گئی ہے جن میں سے بعض بسند ہیں اور بعض بغیر سند ہیں۔[38]

تکرارِ مضامین

کتاب الاصل میں بعض ابواب اور مباحث کا تکرار پایا جاتا ہے جو فقہی ترتیب اور موضوعاتی مناسبت کے پیش نظر بالکل فطری ہے۔مثلاً "باب الوكالة في السلم" کا ذکر كتاب البيوع و السلم میں بھی ملتا ہے اور كتاب الوكالة میں بھی، البتہ دونوں مقامات پر بعض مسائل اور الفاظ میں معمولی فرق موجود ہے۔یہی صورت "باب الوكالة في الصرف" میں بھی پائی جاتی ہے، جو كتاب الصرف اور كتاب الوكالة دونوں میں درج ہے۔اس تکرار سے محققین کو یہ فائدہ حاصل ہوا کہ ایک مقام کے بعض تحریف شدہ یا مشتبہ الفاظ کو دوسرے مقام کی صحت کے ذریعے درست کیا جاسکا۔اسی طرح امام محمدؒ نے کتاب الصلاۃ میں حیض سے متعلق چند مسائل بیان کیے، جبکہ کتاب الحیض میں انہی مباحث کو زیادہ تفصیل سے ذکر کیا۔كتاب العتاق میں "باب المكاتب" کے تحت مکتب غلام سے متعلق مسائل کا اجمالی ذکر ہے، جبکہ کتاب المکاتب میں یہی موضوع بسط و وضاحت کے ساتھ بیان ہوا۔نیز "باب الرضاع" "کتاب النکاح" میں موجود ہے، جبکہ كتاب الرضاع میں اسی موضوع کو مستقل کتاب کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔مذکورہ امثلہ سے ہمیں یہ سمجھ آتا ہے کہ امام محمد بن حسن الشیبانیؒ نے اپنی مرتبہ کتب کو تدوین کے مراحل سے گزارے رکھا اور ایسے ابواب جن کی اہمیت قاری کے لئے زیادہ تھی انہیں دیگر مقامات پر نقل کرنے سے ان کی حساسیت کا احساس دلایا ہے۔[39]

جزوی کتب میں تقسیم

المبسوط میں امام صاحبؒ نے فقہی مسائل کی ترتیب کے لحاظ سے مسائل نقل کئے ہیں۔کسی ایک موضوع کے متعلق مکمل مسائل ذکر کرنے کے بعد اسے ایک کتاب کا نام دیتے ہیں مثلاً کتاب الصلوۃ میں نماز کے تمام مسائل نقل کرتے ہیں پھر اسے کتاب الصلوۃ کا نام دیتے ہیں اسی طرح کتاب الشفعہ، کتاب الرھن، کتاب الصدقہ وغیرہ۔جب ان متعدد کتب کو جمع کیا گیا اسے ایک مجموعہ میں بند کیا گیا اسے المبسوط کا نام دے دیا گیا جس میں تمام تفریعات و تفاصیل مذکور ہیں۔

فروعات کی کثرت

"الاصل" کی عبارات میں جزئیات کی کثرت پائی جاتی ہے۔جزئیات سے میری مراد یہ ہے کہ ایک مسئلہ کو لکھنے کے بعد اس کے ذیل میں بے شمار متعلقہ مسائل کو زیرِ بحث لاتا ہے۔یہ خاصہ امام محمدؒ کے ہاں دیگر ائمہ کی نسبت زیادہ پایا جاتا ہے۔آپؒ کے متعلق معروف ہے کہ آپ تمام ائمہ سے زیادہ جزئیات میں الجھنے والے ہیں یہی وجہ ہے الاصل کی ضخامت و حجم بڑھ گیا تھا اور ایک مبتدی طالب علم اس کتاب کی ابحاث میں الجھ کر رہ جاتا ہے۔دوسری جانب اگر غور کیا جائے تو الاصل کی عبارات سے ہمیں امام محمد بن حسنؒ کی تبحرِ علمی کے ساتھ ساتھ وسیع المطالعہ ہونا بھی سمجھ آتا ہے کہ ایک ہی مسئلہ سے متعدد مسائل کی تخریج ان کی اجتہادی فکری قوت کو واضح کرتی ہے۔[40] محمد

[38] کتاب الأصل لمحمد بن الحسن ت بوینو کالن، الأحاديث والآثار المروية في الكتاب-المكتبة الشاملة، ص-114

[39] ایضا

[40] عثمان ابراہیم علی ابو بکر، محمد بن حسن شیبانی: حیات و خدمات، مترجم ڈاکٹر ابو سفیان اصلاحی، لیتھو کلر پرنٹرز علی گڑھ، 1998ء، 25

بن اسحاق ندیمؒ نے اپنی فہرست میں الاصل کے بارے لکھا کہ اسکی 66 کتابیں ہیں۔ الفہرست میں جن کتابوں کا تذکرہ ابن ندیم نے کیا ہے غالباً اس بحث کو میں قبل ازیں بیان کر چکا ہوں کہ محمد بن حسنؒ کے اسلوب میں الگ الگ کتابوں سے الاصل مرتب کرنا شامل ہے یہ اسی طرف اشارہ ہے۔[41]

الاصل کی متنی سالمیت

کتاب الاصل کی موجودہ حالت کے بارے بوینو کالن کی تحقیق یہ ہے کہ ہمارے پاس اس کا نسخہ مکمل صورت میں موجود نہیں ہے۔ موجودہ نسخوں میں فقہ کی ستاون کتابیں تو محفوظ ہیں، مگر متعدد ابواب مفقود ہیں، جیسے کتاب السجدات، کتاب المناسک (الحج)، کتاب الاشربة، کتاب ادب القاضی، کتاب حساب الوصایا، کتاب اختلاف ابی حنیفه و ابن ابی لیلیٰ اور کتاب الشروط۔ ان میں سے بعض کتابیں حاکم شہید کی الکافی میں محفوظ ہیں جب کہ بعض کا مواد دیگر مصادر سے اخذ کیا گیا ہے۔ شواہد اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ مراد ملاں کے اصل نسخے میں کتاب ادب القاضی موجود تھی، کیونکہ کتاب الشہادات میں باب "کتاب القاضی الی القاضی" کے حاشیے پر واضح طور پر لکھا ہے کہ یہ باب وہاں دوبارہ آیا ہے۔ گویا کتاب الاصل کا موجودہ نسخہ اگرچہ بڑے حصے پر مشتمل ہے، لیکن اپنی اصل مکمل ہیئت میں ہمارے پاس نہیں پہنچا۔[42]

طباعت و تحقیق

کتاب الاصل کے متعدد نسخے مختلف محققین و ناشرین کی محنت سے شائع ہو چکے ہیں لیکن یہ حصے اصل کتاب کے چوتھائی حصے ہیں یعنی کتاب کا ایک بڑا حصہ ابھی بھی طباعت و تحقیق کا متمنی ہے۔ ابو الوفا الافغانی نے "الأصل" کے ایک حصے کی تحقیق و اشاعت کی، جو چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ ان میں نماز، حیض، زکوٰۃ، روزہ، تحری، استحسان، ایمان، مکاتب، ولاء، جنایات، دیات اور عقل جیسے ابواب شامل ہیں۔ یہ حصہ 1966ء سے 1973ء کے درمیان حیدر آباد (ہند) سے شائع ہوا۔ محقق نے اس کام میں قابل قدر علمی محنت کی تاہم کتاب میں خصوصاً آخری جلد میں متعدد اغلاط پائی جاتی ہیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ "کتاب الحج" جو کہ **"الکافی "** للحاکم میں موجود ہے، اس اشاعت میں شامل کر دی گئی، کیونکہ "الأصل" کے کسی بھی مخطوطے میں "کتاب الحج" موجود ہی نہیں ہے۔[43] کتاب البیوع والسلم" کو شفیق شحاتہ نے 1954ء میں قاہرہ سے ایک جلد میں شائع کیا۔[44] یہ تحقیق عمدہ ہے، اگرچہ اس میں بھی بعض جزوی خامیاں موجود ہیں۔ کتاب الحیل" کو، جیسا کہ یہ شہید علی پاشا اور ملا جلبی کی نسخوں میں پایا جاتا ہے، **"کتاب المخارج فی الحیل "** کے عنوان سے امام محمد بن حسن کی طرف منسوب کر کے شائع کیا گیا۔[45]

---

[41] ابن ندیم، الفہرست، دار المعرفة، بیروت، لبنان، ص: 301-303

[42] کتاب الأصل لمحمد بن الحسن، بوینو کالن، مقدمة الاصل۔

[43] الكتاب: الأصل - (العبادات) المؤلف: أبو عبد الله محمد بن الحسن الشيباني (ت ١٨٩ هـ) اعتنى بتصحيحه والتعليق عليه: أبو الوفا الأفغاني، رئيس لجنة إحياء المعارف النعمانية بحيدر آباد الدكن [ت ١٣٩٥ هـ] الناشر: مطبعة مجلس دائرة المعارف (العثمانية) الطبعة: الأولى، ١٩٦٦ - ١٩٧٣ م عدد الأجزاء: ٤ فقط وصَوّرتْها: إدارة القرآن والعلوم الإسلامية بكراتشي باكستان، مع إلحاق مجلد خامس (تحقيق د. شفيق شحاته) وهو منشور بالشاملة على حدة تنبيه: لكتاب الأصل طبعة أخرى أتم بتحقيق د. محمد بوينوكالن تشتمل على أغلب الكتاب، وهي منشورة بالشاملة أيضا

[44] الكتاب: الأصل ، (البيوع والسَّلَم) المؤلف: محمد بن الحسن الشيباني حققه وعلق عليه: د. شفيق شحاته، الأستاذ بكلية الحقوق بجامعة القاهرة الناشر: مطبعة جامعة القاهرة عام النشر: ١٩٥٤ م عدد الصفحات: ٣٣٣ [تنبيهات]: ١ - قد وعد المحقق بإخراج جزء ثانٍ للكتاب (يتضمن المقدمة والفهارس)؛ لا يُعلَم عنه شيء ٢ - قامتْ إدارة القرآن والعلوم الإسلامية بكراتشي باكستان، بتصوير الأجزاء الأربعة التي حققها (أبو الوفاء الأفغاني) مع إلحاق هذا الجزء (ت شحاته) خامسا لها مصورا أيضا ٣ - لكتاب الأصل طبعة أخرى بتحقيق د. محمد بوينوكالن تشتمل على أغلب الكتاب، وهي منشورة بالمكتبة الشاملة أيضا۔

[45] کتاب الأصل لمحمد بن الحسن ت بوینو کالن، المطبوع من کتاب الأصل، المکتبة الشاملة، ص 174 / الكتاب: الأصل - (العبادات) المؤلف: أبو عبد الله محمد بن الحسن الشيباني (ت ١٨٩ هـ) اعتنى بتصحيحه والتعليق عليه: أبو الوفا الأفغاني، رئيس لجنة إحياء المعارف النعمانية بحيدر آباد الدكن [ت ١٣٩٥ هـ] الناشر: مطبعة مجلس دائرة المعارف (العثمانية) الطبعة: الأولى، ١٩٦٦ - ١٩٧٣ م عدد الأجزاء: ٤ فقط وصَوّرتْها: إدارة القرآن والعلوم الإسلامية بكراتشي باكستان، مع إلحاق مجلد خامس (تحقيق د. شفيق شحاته) وهو منشور بالشاملة على حدة تنبيه: لكتاب «الأصل» طبعة أخرى أتم بتحقيق د. محمد بوينوكالن تشتمل على أغلب الكتاب، وهي منشورة بالشاملة أيضا [ترقيم الكتاب موافق للمطبوع]

شروحات

1. المبسوط للسرخسی از امام شمس الائمہ سرخسیؒ (متوفی 483ھ)[46]
2. المبسوط المعروف شرح شمس الائمہ الحلوانی (448)[47]
3. شرح المبسوط لفخر الاسلام البزدوی (482ھ-400)[48]
4. المختصر للحاکم الشھید (متوفی 334)[49]

الجامع الصغیر: تعارف و تجزیہ

المبسوط پر سیر حاصل بحث کے بعد مجھے الجامع الصغیر "کا انتخاب کرنے میں اس لئے دلچسپی ہوئی کہ بظاہر یہ کتاب المبسوط کے بعد لکھی گئی ہے اس لحاظ سے ترتیب بھی ملحوظِ خاطر رہے اور جو اسلوب و منہج امام محمد بن حسنؒ کے قلم سے تسلسل سے چلتا آرہا تھا ہم دیکھتے ہیں اس کتاب میں وہ کس حد تک قائم رہا اور اگر کہیں قائم نارہ سکا تو اس کی کیا وجوہات ہو سکتی ہیں: ابتداً واضح کرتا جاوں کہ الجامع الصغیر باقاعدہ مبسوط و ضخیم فقہی انسائکلوپیڈیا نہیں ہے کہ جس میں فقہ حنفی کی جزئیات و کلیات کو جمع کیا گیا ہو۔ ناہی اس کتاب کی نوعیت مبسوط فتاوی جات کی ہے جس کی جانب ہر خاص و عام معاشرتی مسائل کے حل کے لئے رجوع کر سکتا ہے، بلکہ اس کتاب میں بعض موضوعات تو بلکل سطحی نوعیت کے ہیں مثلاً کتاب الطہارۃ میں صرف قے کی مقدار پر بحث کی گئی جس سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے، زخم سے کیڑا نکلنے سے وضوء کا حکم بیان ہوا ہے۔

یہ نکتہ بھی ذہن نشین رہے کہ الجامع الصغیر کے متون فقہی و دقیق ہیں جن کے پس منظر کو سمجھنا کم از کم ایک محقق کے لئے تب ممکن ہو سکتا ہے اگر اسے ما قبل از مطالعہ نحوی صرفی و علمی شغف ہو۔ اس کتاب میں 40 ابواب ہیں متون کا منہج قانونی ہے۔ قضاۃ کے لئے اس کتاب کا مواد بہت مفید ثابت ہوا۔ میں اس موضوع میں ایسی عبارات شامل کروں گا جن سے اس کتاب کی علمی وقعت و فقہی حثیت پر روشنی ڈالی جائے گی۔ کتاب کی سند خالصتاً امام محمد بن حسن الشیبانیؒ کے استاذہ ابو یوسف و امام ابو حنیفہؒ تک جاتی ہے۔ ابواب کا آغاز اسی سند سے ہوتا ہے جبکہ کتاب کی تدوین کے لئے امام ابو یوسفؒ نے ہی خواہش کا اظہار فرمایا تھا۔

کتاب کی ترتیب و نظم امام محمدؒ کی ذاتی کاوش کا نتیجہ تھا یہی وجہ ہے کہ علامہ مرغینانی صاحب ہدایہ (متوفی 593ھ) نے اس ترتیب کو پسند بھی اور بدایۃ المبتدی کے مقدمہ میں اظہار کیا مجھے قدروی سے زیادہ اچھا نظم الجامع الصغیر کا محسوس ہوا اسی ترتیب کو میں نے شرح کے لئے منتخب کیا ہے۔[50] اگرچہ ابواب کی ترتیب امام محمد بن حسنؒ کی مجوزہ ہے، لیکن ہر باب کے مسائل موضوعاتی انداز میں منظم نہیں تھے مثلاً کتاب الصلاۃ کے آغاز میں ہی طہارت کے چند مسائل بکھرے ہوئے ملتے ہیں۔ اسی وجہ سے بعد کے بعض ابتدائی حنفی علماء نے ان مسائل کو دوبارہ موضوعاتی ترتیب میں مرتب کیا، جن میں سب سے مشہور ترتیب ابو طاہر دبّاس (م 340ھ) کی ہے۔

---

46 فقہ حنفی کی معتبر اور اجل شروحات میں سے یہ ایک مذکورہ شرح ہے جس میں کتب ظاہر الروایۃ کے مسائل کو فقہی استدلالات کے ساتھ و شروحات کے ساتھ جمع کر دیا گیا ہے۔ اس میں ایک کاص عنصر یہ بھی ہے کہ فقہ حنفیہ کے متقدمین فقہاء کے متعدد اقوال بھی نقل کئے گئے ہیں 1324 ہجری قاھرہ مطبع السعادۃ سے نہایت خستہ صفحات کے ساتھ شائع کی گئی بعد ازاں اس کی متعدد بار طباعت ہوئی۔ شیخ خلیل المیس نے اس کتاب سے آیات، مسائل، اعلام، اماکن، احادیث اور آیاتِ قرآنیہ کو الگ الگ کر کے فہرستیں تیار کیں ہیں جو فہارس المبسوط کے نام سے دار المعرفۃ بیروت نے ا980 میں 590 صفحات پر مبنی طبع کی۔ // السرخسی، شمس الائمہ، المبسوط، دار المعرفۃ بیروت، لبنان

47 ان کا اصل نام عبد العزیز احمد البخاری ہے اور ان کو حلوی کی بیع کی وجہ سے الحلوانی کہا جاتا ہے۔ امنے عہد میں ھنفیہ کے امام رہے ہیں اور ان پر امام سرخسی نے بھی اعتماد کیا ہے۔ حلوانی کی ایک کتاب جس کا نسخہ مکتبۃ السلمانیہ میں آیا صوفیا ترکی میں موجود ہے 1381 میں 852 صفحات پر مشتمل لکھا گیا ہے۔ اس نسخہ کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ امام حاکم شہید کے الکافی کی شرح ہے یہ امام محمد بن حسنؒ کی کتاب الاصل کی شرح نہیں ہے جبکہ یہ قول بھی ملتا ہے کہ امام حلوانی کی دو شروحات تھیں ایک شرح حاکم شید کی الکافی کی تھی اور ایک کتاب الاصل امام محمدؒ کی تھی جبکہ یہ احتمال قابلِ فہم ہے

48 فخر الاسلام علی بن محمد البزدوی کا ایک مخطوطہ جو شرح المبسوط لفخر الاسلام البزدوی کے عنوان سے ہے حصہ دوم پر مشتمل ہے یہ حصہ نامکمل ہے 241 صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ قدیم رسم الخط میں ہے لیکن اس نسخہ پر کسی قسم کی کوئی تاریخ موجود نہیں ہے جہاں سے اندازہ کیا جاسکے کہ اس کا تحریری عہد کیا ہے۔ // محمد بن الحسن الشيباني، الأصل المعروف بالمبسوط (بیروت: دار ابن حزم، ط. أوقاف قطر 1433ھ-/2012م)، "شرح المبسوط لفخر الإسلام البزدوي (ت. 482ھ-)"، المكتبة الشاملة، https://shamela.ws/book/14285/114

49 بحثیتِ محقق میری نظر میں سے مشکل کام کسی بھی کتاب کا خلاصہ لکھنا ہوتا ہے کیونکہ یہ ایک ایسا فن ہے جس میں ہمیں یہ خیال رہنا چاہئے کہ کتاب کے لوازمات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے متون کی مراد بدلے بغیر کم سے کم الفاظ میں بڑے متون کو کس طرح سمیٹنا ہے۔ حاکم شہیدؒ نے یہ کام امام محمدؒ کی کتب کے حوالے سے باخوبی سرانجام دیا ہے۔ آپ نے الاصل کے الفاظ مو بنیاد بنایا مکررات کو حذف کیا اور 66 کتب میں امام محمدؒ کے علمی سرمایہ کو اس طرح سمیٹ دیا کہ طلباء کے حفظ میں آسانی اور مسافروں کے لئے سفر میں ساتھ لے جانے کے لئے بھی آسانی پیدا ہوئی۔ حاکم شہیدؒ کی کافی کو اہلِ علم و فن نے بہت سراہا۔

الجامع الصغیر کی وجہ تسمیہ

امام محمدؒ نے مذکورہ کتاب میں ان مسائل کو جمع کیا جو امام ابو یوسفؒ سے سنداً حاصل کئے تھے۔ محمد زاہد الکوثریؒ نے اس کتاب کی وجہ تسمیہ میں ان الفاظ کا اضافہ فرمایا ہے" جمع فيه ما رواه عن أبي يوسف وليس فيه استدلال" امام ابو یوسفؒ سے جو روایات مروی ہیں ان کو اس طرح جمع کیا گیا ہے کہ دلائل و براہین کی جانب توجہ نہیں کی گئی بلکہ جامعیت واختصار کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے مواد کی جمع بندی سے کام لیا گیا ہے ۔[51]

سببِ تالیف

مولانا عبد الحئیؒ لکھنویؒ الجامع الصغیر کے مقدمہ میں شمس الائمہ السرخسیؒ سے منسوب عبارت نقل کرتے ہیں:[52] شیبانیؒ نے جب المبسوط کی جمع بندی سے فراغت حاصل کر لی فراغت کے بعد امام ابو یوسفؒ نے امام محمد بن حسنؒ سے کہا آپ کو ایک ایسا تحقیقی کام سرانجام دینا چاہئے جس میں امام ابو حنیفہؒ کے واسطہ سے جتنی روایات آپ مجھ سے سن چکے ہیں اور وہ آپ کو یاد بھی ہیں، اُن روایات کو ایک جگہ جمع کیا جائے تاکہ روایات میں امام ابو حنیفہؒ کی اسناد کی تخصیص ہو جائے۔ امام محمدؒ نے اپنے استاد کے حکم پر الجامع الصغیر کی صورت میں وہ تمام روایات جمع کر لیں جن کا مطالبہ امام ابو یوسفؒ کی جانب سے کیا گیا تھا۔[53] ایک بات جو اس روایت میں قابلِ غور ہے وہ یہ کہ جب الجامع الصغیر کی تکمیل ہو گئی امام محمدؒ نے اپنے استاد ابو یوسفؒ کی مجلس میں اسے پیش کیا جو اباًستاد صاحب نے اس تحقیقی کام پر سراہا اور تعریفی کلمات ادا کرنے کے بعد ایک شکایت بھی کی کہ ابو عبد اللہ آپ نے خوب یاد رکھا مگرؒ چند مسائل بیان کرنے میں غلطی کی ہے باقی کام بااحسن ادا کیا گیا ہے۔[54] شیبانیؒ نے بڑے وثوق سے فرمایا حضور یہ میری جانب سے غلطی نہیں ہوئی بلکہ آپ نے جو کلمات دورانِ مجلس مجھے پڑھائے تھے میں نے اپنی ذہنی استداد کے مطابق انہیں مسائل کو نقل کیا ہے۔[55] تفصیل ملاحظہ ہو۔[56]

---

51 بلوغ الأماني، محمد زاهد الكوثري، المكتبة الأزهرية للتراث - ص 65

52" الجامع الصغیر "امام ابو عبد اللہ محمد بن حسن الشیبانیؒ (132-189ھ) کی تصنیف ہے۔ اس کے آغاز میں "النافع الكبير لمن يطالع الجامع الصغير" شامل ہے، جو کہ اس کتاب کا مقدمہ ہے، اور اس کے آخر میں "التعليق على الجامع الصغير" درج ہے۔ یہ دونوں تحریریں معروف عالم ابو الحسنات عبد الحہ اللکنویؒ (1264-1304ھ) کی ہیں۔ یہ نسخہ عالم الکتب، بیروت سے پہلی بار 1406ھ میں شائع ہوا، کل صفحات کی تعداد 534 ہے، اور اس کی تصویری نقول ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، کراچی نے تیار کی ہیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ اگرچہ کتاب کے طباعتی سرورق پر "مع شرحہ النافع" کا ذکر ملتا ہے، مگر تحقیق کے مطابق "النافع الکبیر" صرف مقدمہ کا نام ہے، جیسا کہ مصنف نے خود وضاحت کی اور اپنی دیگر کتابوں میں اس کا حوالہ بھی دیا ہے۔ یہ طرز اس کے دیگر علمی مقدمات، جیسے مقدمہ الهدایہ اور مقدمہ السعایہ، کے عین مطابق ہے۔"

53 محمد بن الحسن الشيباني .الجامع الصغير . مع "النافع الكبير" و "التعليق على الجامع الصغير "لعبد الحي اللكنوي. بيروت: عالم الكتب، 1406ھ، ص:32

54 مولانا تقی عثمانی صاحب نے اپنی تحقیق کے ساتھ ان روایات کی تعداد چھے لکھی ہے اور اُن روایات کی تخریج بھی کی ہے جو درج ذیل ہے

55 اس روایت کے الفاظ ہمیں یہ سبق بھی دیتے ہیں کہ ہمارے اکابرین کا حافظہ کس قدر پختہ اور باوثوق تھا۔ دوسرا یہ کہ اگر اساتذہ کی جانب سے تلامذۃ سے یہ شکایت کی جائے کہ آپ نے کسی درس میں الفاظ پھیر دیئے ہیں اور تلامذہ کو قوی حافظہ کی بنیاد پر یہ یاد ہو ہمیں استاد صاحب نے یہی پڑھایا تھا جو ہم سنا چکے ہیں تو ادباًاستاد صاحب سے گزارش کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

56 اگر کوئی شخص پہلی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت اور آخری دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں قراءت کرے، تو امام محمد نے الجامع الصغیر میں امام ابو حنیفہ سے یہ روایت ذکر کی کہ اس پر چار رکعتوں کی قضاء واجب ہو گی۔ امام ابو یوسف نے اس روایت کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: "میں نے امام ابو حنیفہ سے یہ روایت نہیں سنی، بلکہ ان کے نزدیک ایسی صورت میں صرف دو رکعتوں کی قضاء واجب ہے۔" (2) مستحاضہ عورت اگر طلوع آفتاب کے بعد وضو کرے تو وہ نماز پڑھ سکتی ہے، چاہے ظہر کا وقت ختم ہو جائے۔ امام ابو یوسف نے اس روایت کی تصحیح کرتے ہوئے فرمایا: "میں نے یہ روایت اس طرح نقل کی تھی کہ وہ نماز پڑھ سکتی ہے یہاں تک کہ ظہر کا وقت داخل ہو جائے۔" (3) اگر کسی شخص نے غاصب سے غلام خرید کر آزاد کر دیا، اور بعد میں اصل مالک نے اس بیع کی اجازت دے دی، تو امام محمد کے بیان کے مطابق یہ آزادی نافذ ہو جائے گی۔ امام ابو یوسف نے فرمایا: "میں نے تمہیں یہ روایت اس طرح بیان کی تھی کہ اس آزادی کا نفاذ درست نہیں ہو گا۔" (4) جو عورت ہجرت کر کے آئے، اس پر عدت نہیں ہے اور اس سے نکاح جائز ہے، سوائے اس کے کہ وہ حاملہ ہو۔ امام ابو یوسف نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: "میں نے یہ روایت اس طرح بیان کی تھی کہ اس سے نکاح جائز ہے، لیکن شوہر کو وضع حمل تک اس کے قریب جانے کی اجازت نہیں۔" (5) ایک غلام مشترک (دو مالکوں کا) تھا، اس نے ایک آزاد کردہ غلام کو قتل کر دیا جو انہی دونوں مالکوں کا آزاد کردہ تھا۔ اگر ان میں سے ایک شریک نے قاتل غلام کو معاف کر دیا، تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس کا خون باطل ہو جائے گا۔ جبکہ صاحبین کے نزدیک، قاتل غلام کو اپنے شریک کو غلام کی قیمت کا ایک چوتھائی یا چوتھائی دیت ادا کرنا ہو گی۔ امام ابو یوسف نے فرمایا: "میں نے امام ابو حنیفہ سے یہ بات اس طرح نقل کی تھی کہ اس مسئلے میں ان کا قول بھی ہمارے قول کے مطابق ہے، اور جو اختلاف میں نے بیان کیا تھا وہ اس صورت میں تھا جب غلام اپنے آقا کو قتل کرے اور اس کے دو بیٹے ہوں، اور ان میں سے ایک معاف کر دے۔ مگر امام محمد نے اختلاف دونوں مسئلوں میں بیان کیا اور پہلے مسئلے میں اپنا قول امام ابو یوسف کے ساتھ ذکر کیا۔" (6) ایک شخص فوت ہوا، اس کا وارث صرف ایک بیٹا تھا، اور ترکہ میں ایک غلام چھوڑا۔ غلام نے دعویٰ کیا کہ میت نے اسے حالتِ صحت میں آزاد کر دیا تھا۔ اسی دوران ایک شخص نے میت پر ایک ہزار دینار قرض کا دعویٰ کیا، اور غلام کی قیمت بھی ایک ہزار دینار تھی۔ بیٹے نے دونوں دعووں کی تصدیق کر دی۔ امام محمد کے بیان کے مطابق غلام آزاد ہو جائے گا اور اپنی قیمت کے برابر سعی کرے گا، اور وہ رقم قرض خواہ کو ادا کی جائے گی۔ امام ابو یوسف نے فرمایا: "میں نے یہ روایت اس طرح بیان کی تھی کہ جب تک غلام اپنی قیمت کی ادائیگی کے لیے سعی نہ کر لے، وہ غلام ہی رہے گا۔

تقی عثمانی، اصول الافتاء وآدابہ، ص:456

الجامع الصغیر کی متنی اہمیت وسالمیت

الجامع الصغیر کی اہمیت کا اندازہ چند کلمات سے لگایا جاسکتا ہے "علمی القّمیّ الحنفی (متوفی 305ھ) لکھتے ہیں[57] امام ابو یوسفؒ اپنی علمی جلالت وشان کے باوجود اس کتاب کو سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے۔[58]

عبدالحئی لکھنویؒ نے مقدمۃ الجامع الصغیر میں علی رازیؒ سے روایت نقل کی ہے:

جو شخص ہم میں سے اس کتاب کو یاد کر لیتا وہ ہم میں سے سب سے زیادہ یادداشت والا سمجھا جاتا تھا جس نے اس کتاب کو سمجھ لیا وہ سب سے بڑھ کر فہم والا سمجھا جاتا تھا اور ہمارے اسلاف تو عہدہ قضاء بھی اُس کو دیا کرتے تھے جسے یہ کتاب حفظ ہوا کرتی تھی اس سے سنا کرتے تھے اگر یاد نا ہوتی تو اسے کہتے پہلے الجامع الصغیر کو یاد کرو۔[59]

الجامع الصغیر کا متن ابتدائی علمی حلقوں میں بڑی دلچسپی کا باعث بنا رہا ہے۔ یہاں تک کہ مشہور محدثین مثلاً یحییٰ بن سعید القطان (متوفی 198ھ/813ء) اور یحییٰ بن معین (متوفی 233ھ/848ء) نے بھی اس کا مطالعہ کیا۔ (یحییٰ القطان) امام ابو یوسفؒ کے تلمیذِ خاص تھے (یحییٰ بن معین) امام محمد الشیبانیؒ کے تلمیذِ خاص تھے۔ امام شافعیؒ (متوفی 204ھ/820ء) کے شاگرد حسن بن محمد الزعفرانی (وفات 260ھ/874ء) بیان کرتے ہیں:

ہم بشر المریسی (متوفی 219ھ/834-5 یا 228ھ/842-3) جو ابو یوسفؒ کے تلمیذ تھے کی مجلس میں جایا کرتے تھے، مگر ہم اس سے مناقشہ نہیں کر پاتے تھے۔ چنانچہ ہم احمد بن حنبل (متوفی 241ھ/855ء) کے پاس گئے اور عرض کیا: 'ہمیں اجازت دیں کہ ہم امام ابو حنیفہ کی کتاب الجامع الصغیر کو حفظ کر لیں تاکہ جب وہ مناقشہ کریں تو ہم بھی ان کے ساتھ بحث کر سکیں۔' احمد بن حنبل نے جواب دیا "صبر کرو"[60] (یعنی ابھی آپ کا علم ان کی برابری نہیں کر سکتا کہ وہ تو الجامع الصغیر کے حافظ ہیں)

Fakhr al-Islām al-Bazdawī to boast in the introduction to his commentary:

> *"Each of its cases is given a chain of transmission, as with the ḥadīths and the sunan. The chain is provided by the foremost of imams in grasping legal meanings (ma'ānī), the roots of the sacred law and its branches [i.e. al Shaybānī], to the imam who is the leading memoriser of the known reports (āthār) and sunan and the most firm in the points of argumentation and defence [i.e. Abū Yūsuf], to the imam of imams, the lamp of the nation, Abū Ḥanīfah".*[61]

اسلوب و منہج:

الجامع الصغیر میں مسائل کو تین اقسام میں بیان کیا گیا ہے:

- ✓ وہ مسائل جن کی روایت اس کتاب کے علاوہ دیگر کتب میں نہیں پائی جاتی۔
- ✓ وہ مسائل جن میں امام ابو حنیفہؒ کے اقوال کی تحقیق کی گئی ہے اصلاً تو ایسے مسائل دوسری کتب میں بھی مذکور ہیں لیکن وہاں یہ نشاندہی نہیں برتی گئی کہ اِن میں سے ابو حنیفہؒ کے اقوال پر کون سے مسائل ہیں یعنی مسائل میں تفردِ اقوالِ ابو حنیفہ کی خاصیت نہیں تھی جبکہ یہاں الجامع الصغیر میں دیگر کتب کی نسبت ابو حنیفہؒ کے اقوال کی نشاندہی کی گئی ہے۔[62]

---

57 لفظِ قُمی قاف کے ضمہ اور میم کے کسرہ ساتھ ہے قم کے ساتھ نسبت کی وجہ سے قمی لکھا کرتے تھے آپ حنفیہ کے امام گزرے ہیں شوافع کی کثیر کتب کے جوابات بھی لکھے ہیں حجاج بن یوسف نے شہرِ قم 83ھ میں آباد کیا تھا۔

58 محمد بن الحسن الشيباني .الجامع الصغیر، مع "النافع الكبير، ص:32

59 ایضا

60 We would attend the gathering of Bishr al-Marīsī (d. 219/834-5 or 228/842-3) [Abū Yūsuf's student], but we were unable to debate with him. So we walked to Aḥmad ibn Ḥanbal (d. 241/855) and said to him, 'Permit us to memorise Abū Ḥanīfah's al-Jāmi' al-ṣaghīr so we can delve with them when they delve.' 'Be patient,' he replied. Hanif, S. 2017. "A Theory of Early Classical Ḥanafism." PhD thesis, University of Oxford.pp:125

61 Ibid

62 عثمان ابراہیم علی ابو بکر، محمد بن حسن الشیبانی حیات وخدمات، مترجم ڈاکٹر ابو سفیان اصلاحی، شعبہ عربی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی انڈیا، طوبی ریسرچ لائبریری، ص:66

- ✓ وہ مسائل جو دیگر کتب میں بھی مذکور ہیں لیکن ان کتب کے مسائل کو اپنی الجامع الصغیر میں الفاظ کی تسہیل کے ساتھ دوبارہ نقل کیا گیا تاکہ دقیق عبارات کی مراد الفاظ کے مشکل ہونے کی وجہ سے سمجھ نہیں آسکتی اُن کی فقاہت میں تسہیلِ الفاظ کا کام کیا جائے۔[63]
- ✓ کتاب کی سند ہر باب کے آغاز میں "محمد عن يعقوب عن ابی حنيفة "کے الفاظ سے ہوتی ہے۔اس کتاب میں فقہی مسائل کی علتیں بیان نہیں کی گئیں کتاب و سنت اجماع و قیاس کی پیچیدہ ابحاث بیان نہیں کی گئیں سادہ اسلوب اپنایا گیا ہے۔170 مسائل میں ائمہ کا اختلاف بیان کیا گیا ہے۔اس کتاب کے چالیس ابواب ہیں اور حسبِ ضرورت امام صاحب نے ہر باب کے متون میں اضافہ و کمی کی ہے۔
- ✓ الجامع الصغیر کی سند امام ابو یوسف ہیں اور مصدر بھی یہی ہیں کیونکہ اس کتاب میں ان روایات کو جمع کیا گیا ہے جو امام ابو یوسف سے سنداً امام محمدؒ نے سماع کیں تھیں۔یہی وجہ ہے کہ ہر باب کے آغاز میں یہ عبارت ملتی ہے "محمد عن ابی یوسف عن ابی حنیفۃ"
- ✓ الجامع الصغیر کی تمام معلومات و مواد امام محمدؒ نے جمع کیا تھا لیکن کتاب کی تبویب امام محمدؒ نے خود نہیں کی جس طرح المبسوط کی ترتیب و تبویب امام محمدؒ نے خود سر انجام دی تھی۔الجامع الصغیر کی ترتیب و تبویب فقیہ ابو طاہر الدباس کی مرتبہ ہے۔ترتیب میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا کہ سہولت و انتظام سے کام لیا جائے تاکہ طلبہ کے حفظِ کتاب میں آسانی رہے[64]امام ابو یوسف سے منقول روایات ابواب کے تحت مندرج نہیں تھیں انہیں موضوع کے حساب سے ابواب میں بند کیا۔[65]
- ✓ اس کتاب کی عبارات طویل نہیں ہیں اس میں 40 کُتب ہیں اور اختلافی مسائل کی تعداد 170 ہے۔اس کتاب کا اصل مقصد فقہ حنفی کے قانونی مسائل سے واقفیت حاصل کرنا تھا۔یہی وجہ تھی کہ اس کتاب کے حفظ کی جانب فقہاء و قضاۃ کی توجہ دلائی گئی اور جس کو باخوبی حفظ ہو جایا کرتی اسے عہدہ قضاۃ کا اہل مانا جاتا تھا۔[66]

شروحات الجامع الصغیر:

مولانا عبد الحیٔ لکھنوی صاحب نے الجامع الصغیر کی شرح میں ایک فصل قائم کی ہے جس میں تمام شروحات کا تعارف مع مصنفین کرایا گیا ہے،ہم چند معروف کا نام لکھنے پر اکتفاء کر رہے ہیں۔

شرح الامام ابی جعفر الطحاویؒ(متوفی 321ھ)[67]

---

[63] ایضا

[64] ایضا

[65] اللكنوي، محمد عبد الحَي، أبو الحسنات *.الفوائد البهية في تراجم الحنفية، وعليه التعليقات السنية على الفوائد البهية، يليه طرب الأماثل بتراجم الأفاضل* .تحقيق: أحمد الزعبي؛ زيادة وتعليقات: محمد بدر الدين أبو فراس النعساني؛ القاهرة/بيروت: دار الكتاب الإسلامي للنشر والتوزيع / دار الأرقم بن أبي الأرقم للطباعة والنشر، ط1، ١٣٢٤ هـ (١٩٩٨ م).،ص:163/مذکورہ کتاب حنفی فقہاء کے حالات پر بہترین مرتبہ ہے۔

[66] Ṣadr al-Shahīd ‘Umar ibn Māzah states in the introduction to his shorter commentary on the work: Our teachers would venerate this book to a great degree, and they would give it preference over all other books, to the extent that they held it unfitting for someone who does not memorise its cases to assume a judgeship, because these are the foundational cases of our associates (āṣḥābinā) [i.e. Abū Ḥanīfah and his circle] and their wellsprings (‘uyūnihā). ... So whoever encompasses its meanings (ma‘ānī) and comprehends its words becomes from the highest rank of jurists and is capable of issuing fatwās and assuming judgeships.((Hanif, S. 2017. “A Theory of Early Classical Ḥanafism.” PhD thesis, University of Oxford.pp:120))

[67] ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الأزدی الطحاوی(م 321ھ) فقہ و حدیث کے عظیم امام اور احناف کے جلیل القدر فقیہ تھے۔انہوں نے ابتدا میں شافعیہ کا مسلک اختیار کیا لیکن بعد میں امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کو اپنایا۔ان کی علمی خدمات میں شرح معانی الآثار، مشکل الآثار اور العقیدۃ الطحاویۃ جیسی کتب شامل ہیں۔الجامع الصغیر پر ان کی شرح بھی قدیم ترین شروح میں شمار ہوتی ہے جس کے مخطوطات مکتبہ الأزھر اور دار الکتب المصریۃ میں محفوظ ہیں۔

SCRR

شرح الامام ابی بکر الجصاص الرازیؒ (المتوفی 370ھ)[68]

شرح الامام ابیٔ عمر الطبریؒ (المتوفی 340ھ)[69]

شرح قاضی خانؒ (المتوفی 596ھ)[70]

شرح صدر الشہیدؒ (532ھ شہادت)[71]

شرح فقیہ ابی اللیث السمرقندیؒ (373ھ)[72]

شرح فخر الاسلام البزدویؒ (المتوفی 482

الجامع الکبیر: تعارف و تجزیہ

کتاب کا نام "الجامع الکبیر" ہے جب کہ بعض فقہاء اس کو "الجامع الکبیر فی الفروع" بھی کہتے ہیں۔[73] لیکن تحقیق سے جو نام ثابت ہے "الجامع الکبیر" ہی ہے۔ امام محمد بن حسنؒ کی کتب کا نام بے شمار مقامات پر پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے عنوانات میں "الجامع الکبیر" لکھا ہوا پایا گیا ہے۔ امام صاحب سے "الجامع الکبیر" کے بارے سوال کیا گیا کہ کیا آپ نے اس کتاب کا امام ابو یوسفؒ سے سماع کیا ہے؟؟ آپؒ نے فرمایا نہیں بلکہ میں نے الجامع الصغیر ان سے سماع کی ہے۔ معلوم ہوا الجامع الصغیر کا مکمل نام لینا ہی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس عنوان کے ساتھ ایک دوسری کتاب بھی ہے۔[74] فقہاء نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ وہ کتب جن کے عنوانات میں "الصغیر" کا لفظ آتا ہے وہ امام محمد بن حسنؒ کی ایسی کتب ہیں جن کو امام ابو یوسفؒ پر پیش کیا گیا اور ان کی متی تصدیق امام ابو یوسفؒ نے خود فرمائی تھی۔ لیکن وہ کتب جن کے عنوانات میں "الکبیر" کا لفظ آتا ہے وہ امام ابو یوسفؒ پر پیش نہیں کی گئیں نا ہی ان کی تصدیق امام صاحب سے ثابت ہے۔[75] اس امر میں شک کی گنجائش نہیں کہ "الجامع الکبیر" امام محمدؒ کی کتاب ہے کیونکہ اس کتاب کا شمار عرصہ قدیم سے کتب ظاہر الروایۃ میں کیا جاتا ہے اور یہ ایسی کتب ہیں جن کے عنوانات میں الجامع الکبیر ضرور شامل رہی ہے۔

اس کتاب کی تالیف دو مرتبہ ہوئی ہے۔ پہلی مرتبہ کتاب کی ترتیب کچھ بہتر نہیں تھی ابواب و متون میں ہم آہنگی کا فقدان تھا عبارات میں توضیح و تشریح کی ضرورت پیش آتی تھی۔ بار دیگر امام صاحب نے اس کتاب کو تالیف فرمایا اور ابواب و متون میں موجود غیر ضروری عبارات نکال دیں۔ عبارات کی تسہیل پر کام کیا۔ الفاظ بہتر لکھے معانی کی وضاحت بھی فرمائی پھر آپؒ کے اصحاب نے روایت کی۔[76]

---

68 ابو بكر أحمد بن علي الرازي الجصاص (م 370ھ) فقہ واصول اور تفسیر کے جلیل القدر امام تھے۔ انہیں زیادہ شہرت ان کی تفسیر أحکام القرآن سے حاصل ہوئی جو آیاتِ احکام کی فقہی تفسیر ہے۔ وہ اصولِ فقہ میں بھی منفرد مقام رکھتے ہیں اور ان کی کتاب الفصول في الأصول متقدمین میں معروف ہے۔ الجامع الصغیر پر ان کی شرح قدیم مصادر میں شمار ہوتی ہے۔

69 ابو عمر محمد بن أحمد الطبري الحنفي (م 340ھ) متقدمین فقہائے احناف میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ وہ محدث اور فقیہ دونوں حیثیتوں سے معروف ہوئے۔ الجامع الصغیر پر ان کی شرح فقہ حنفی کی اولین شروحات میں سے ہے۔

70 فخر الدین حسن بن منصور الأوزجندي الفرغاني المعروف بقاضي خان (م 596ھ) ماوراء النہر کے بڑے فقیہ اور احناف کے معتمد مفتی تھے۔ ان کی تصنیف فتاوی قاضي خان فقہ حنفی میں بنیادی ماخذ ہے اور اکثر متاخرین نے اسے حجت مانا۔ الجامع الصغیر پر ان کی شرح بھی معروف ہے جس کے مخطوطات ہندوستان اور ترکی کی لائبریریوں میں موجود ہیں، جبکہ بعض حصے مطبوع صورت میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔

71 الحسین بن علي المرغیناني البلخي الحنفي، جو صدر الشہید (مقتول 532ھ) کے لقب سے مشہور ہوئے، فقہ حنفی کے ممتاز مدرس اور مصنف تھے۔ وہ علمی تدریس اور افتاء میں یگانہ تھے۔ ان کی متعدد شروحات اور تعلیقات بعد کے علماء کے لیے مرجع کی حیثیت رکھتی ہیں۔ الجامع الصغیر پر ان کی شرح بھی علمی ذخیرے کا حصہ ہے، جس کے نسخے ازبکستان (تاشقند) اور ترکی کی لائبریریوں میں محفوظ ہیں۔

72 ابو اللیث نصر بن محمد بن أحمد السمرقندي (م 373ھ) "إمام الھدی" کے لقب سے مشہور ہیں۔ وہ فقیہ، مفسر اور واعظ تھے۔ ان کی مشہور تصانیف میں تنبیہ الغافلین، بحر العلوم (تفسیر) اور فقہ کی دیگر کتب شامل ہیں۔ الجامع الصغیر پر ان کی شرح کو قدیم فقہی شروح میں شمار کیا جاتا ہے۔

73 خطیب بغدادی، تاریخ بغداد: 175:2

74 ایضا

75 شامی، عمر ابنِ عابدین، رد المختار علی الدر المختار: 50:1

76 ابوزھرہ، محمد، ابوحنیفۃ حیاتہ وعصرہ وآراءہ الفقھیۃ، دار الفکر العربی، 1399ھ طبع ثانی: 238

اہمیت متون الجامع الکبیر

- ✓ امام محمد بن حسن الشیبانی کی کتاب الجامع الکبیر اپنی نوعیت کا بے نظیر فقہی انسائیکلوپیڈیا ہے۔ اس میں ایسے خصائص اور امتیازات پائے جاتے ہیں جو اسے فقہ حنفی کی بنیادی اور نمایاں کتب کے مقابلے میں ممتاز بناتے ہیں۔ یہ کتب ظاہر الروایہ کی عظیم کتاب شمار ہوتی ہے۔
- ✓ اس کتاب میں امام محمدؒ نہ صرف ایک بڑے فقیہ نظر آتے ہیں بلکہ ساتھ ہی ساتھ ماہرِ لسانیات کی حیثیت سے بھی دکھائی دیتے ہیں۔ وہ مسائل اور روایات کو نہایت پُر وقار، مضبوط اور جامع اسلوب میں بیان کرتے ہیں، جس میں غیر ضروری تفصیلات نہیں ملتیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ فقہی احکام کو قواعد واصول سے مزین کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے ماہرینِ لغت نے بھی "الجامع الکبیر" کی تعریف کی ہے اور کہا ہے کہ یہ کتاب عربی زبان کے اصولوں سے مکمل ہم آہنگ ہے۔ یوں امام محمد کو بیک وقت فقہ اور زبان دونوں میں امام تسلیم کیا گیا۔
- ✓ یہ کتاب اسم با مسمی ہے، جس میں فقہ کے بڑے بڑے مسائل اور دقیق نکات جمع کر دیے گئے ہیں۔ اس میں نہ صرف اہم کلاسیکل متون حدیث شامل ہیں بلکہ دقیق فقہی نکات بھی درج ہیں۔ اس کے مطالعے کے بعد اہلِ علم نے اعتراف کیا کہ یہ کتاب اتنی کامل اور بے مثال ہے گویا فقہ کی باریکیاں اور نکتہ سنجیاں اس میں معجزانہ طور پر جمع کر دیں گئیں ہوں۔
- ✓ اسی وجہ سے محققین اور علماء نے اس کتاب پر خاص توجہ دی، اس کی شرحیں لکھیں، اس کی وضاحتیں کیں اور اسے مختلف انداز میں بیان کیا۔ حتیٰ کہ بعض علما نے اسے منظوم شکل میں بھی پیش کیا۔ "کشف الظنون" میں حاجی خلیفہؒ نے ذکر کیا ہے کہ اس کتاب کی صرف شرحیں ہی 38 سے زائد لکھی گئی ہیں، اس کے علاوہ تلخیصات اور منظومات الگ ہیں۔ یہ سب کچھ "الجامع الکبیر" کی غیر معمولی علمی اہمیت پر دال ہیں۔

موضوعِ کتاب:

الجامع الکبیر "فقہ حنفی کی ایک بنیادی اور عظیم کتاب ہے۔ اس میں امام محمد بن حسن نے وہی فقہی مسائل جمع کیے ہیں جو انہوں نے براہِ راست اپنے شیخ امام ابو حنیفہؒ سے سماع کئے تھے، نیز امام ابو یوسف کے ساتھ بھی ان کی آراء درج کی ہیں۔

منہجِ کتاب:

امام محمد نے کتاب کو ابواب فقہیہ کی ترتیب پر لکھا ہے:

- ✓ سب سے پہلے کتاب الصلوۃ سے آغاز کیا، پھر كتاب الزكاة، كتاب الإيمان، كتاب النكاح، پھر الدعوى، الإقرار، الشهادات، الطلاق، المناسک، القضاء، البيوع، الرهن، الشركة، الوصايا، المكاتب، الشفعة، الوكالة، الصلح، الإجارة، المضاربة، ثم كتاب الجنايات۔
- ✓ کل اکیس (21) کتب اس میں شامل ہیں۔
- ✓ امام محمد نے ہر مسئلہ میں اپنا قول، امام ابو حنیفہ کا قول، اور امام ابو یوسف کا قول ذکر کیا ہے، لیکن دلائل (قرآن و حدیث یا قیاس وغیرہ) ذکر نہیں کیے۔
- ✓ اندازِ بیان نہایت سیدھا سادہ، بلا تکلف ہے۔ لیکن کتاب کو مشکل سمجھا جاتا ہے کیونکہ اس میں باریک فقہی فروق، خفیہ علل، اور حسابی تفریعات بہت زیادہ ہیں۔
- ✓ کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اگرچہ دلائل نہیں دیے گئے، مگر مسائل کا فقہی استنباط، اصولی ربط اور دقیق فقہی بصیرت نمایاں ہے۔

ایک عالم نے اس کی مثال یوں دی کہ: "محمد بن حسن الجامع الکبیر میں ایسے ہیں جیسے کوئی شخص ایک عمارت بنائے، سیڑھی پر چڑھتا جائے، عمارت مکمل کرلے، پھر سیڑھی کو ہٹادے اور لوگوں سے کہے: اب تم لوگ اس عمارت پر چڑھ جاؤ"! یعنی امام محمد نے اصول و فروعات مرتب کر کے ایک فقہی عمارت کھڑی کی لیکن دلائل ذکر نہیں کیے، گویا استدلال کی سیڑھی ہٹالی۔ مثال: کتاب الصلوۃ کے شروع میں امام محمد نے مختلف اقوال نقل کیے: قُلْتُ: رَجُلٌ صَلَّى بِغَيْرِ وُضُوءٍ فَذَكَرَ فِي الصَّلَاةِ أَنَّهُ غَيْرُ مُتَوَضِّئٍ، قَالَ: يَنْصَرِفُ وَلَا يَمْضِي. وَبِهِ نَأْخُذُ. وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ: إِنْ كَانَ ذَكَرَ وَهُوَ فِي أَوَّلِ الصَّلَاةِ انْصَرَفَ، وَإِنْ كَانَ فِي آخِرِهَا تَيَمَّمَ وَمَضَى فِيهَا[77].

---

[77] الندوي، علي أحمد، الإمام محمد بن الحسن الشيباني نابغة الفقه الإسلامي، دمشق: دار القلم، 1414ھ/1994م، ج1، ص97.
/الجامع الکبیر، کتاب الصلوۃ، مکتبۃ الشاملۃ: ص: 5

امام محمد فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص بغیر وضو نماز پڑھنے لگا اور دورانِ نماز یاد آیا کہ وہ بے وضو ہے تو فوراً نماز توڑ دے، آگے نہ بڑھائے۔ (یہی ہمارا مسلک ہے)۔ امام ابو یوسف کا قول: اگر نماز کے شروع میں یاد آیا تو توڑ دے، اور اگر آخر میں یاد آیا تو تیمم کر لے اور نماز مکمل کرے۔ یہاں واضح ہے کہ امام محمد صرف اقوال بیان کر رہے ہیں (اپنا، امام ابو حنیفہ کا، امام ابو یوسف کا) لیکن قرآن یا حدیث کی دلیل ذکر نہیں کر رہے۔ یہی "منہج الجامع الکبیر" ہے۔

شروحات:

1. شرح الجامع الکبیر لابی اللیث سمرقندی (متوفی 383ھ)[78][79]
2. شرح الجامع الکبیر از احمد بن منصور الاسبیجانی (متوفی 480ھ)[80][81]
3. شرح الجامع الکبیر لصدر الشہید (متوفی 536ھ)[82]
4. شرح الجامع الکبیر لعلی بن ابی بکر المرغینانی (593ھ)[83]

نتائج بحث:

1. کلاسیکل تینوں ادوار میں فقہ حنفی کی فکری بنیادیں قائم ہوئیں، فقہ کو اجتہاد و استنباط کے طرز پر پرکھا گیا۔ اس عہد میں فقہ تقدیری اور عقلی استدلال کا امتزاج فقہ حنفی کے وسعت پذیر پہلو کی علامت بنا۔
2. کلاسیکل فقہی ادوار میں فقہی ابواب کی ترتیب منظم ہوئی اور فقہ کو قانونی و ریاستی قبولیت حاصل ہوئی۔ القدوری، الہدایہ، بدائع الصنائع جیسی کتب نے فقہ حنفی کو اصولی و عملی سطح پر پختگی بخشی۔
3. پوسٹ کلاسیکل دور میں اجتہادی سعیات کمزور پڑ گئیں مگر فقہ کی تشریح، توضیح اور فتاویٰ نویسی کو فروغ ملا۔ فتح القدیر، البحر الرائق، الدر المختار جیسی کتب نے فقہ حنفی کے علمی سرمایہ کو محفوظ رکھا۔
4. فقہ حنفی کی طبقاتی تقسیم ، الاصول، النوادر، الفتاوی، نے فقہ کو تدریجی ترقی دی۔ فقہ کے ارتقائی سفر نے تشکیل، تنظیم، اور تشریح کے تینوں مراحل میں ایک منہجی تسلسل برقرار رکھا۔
5. فقہ حنفی کی قانونی بقاء انہی کتب کے ذریعے ممکن ہوئی جنہوں نے بعد کے فقہی مکاتب پر بھی گہرا اثر ڈالا۔
6. الجامع الصغیر، امام محمد بن حسن الشیبانیؒ کی فقہی تدوین کا تسلسل ہے، جو المبسوط کے بعد فقہِ حنفی کے علمی ارتقاء کا دوسرا اہم مرحلہ ثابت ہوئی۔ کتاب کا بنیادی مقصد فقہِ حنفی کے منتخب مسائل کو امام ابو یوسفؒ کی سند سے جامع و مختصر انداز میں جمع کرنا تھا۔ اس کتاب میں استدلال اور دلائل کے بجائے روایات کی جامعیت، صحت اور فقہی ترتیب کو پیشِ نظر رکھا گیا۔
7. امام ابو یوسفؒ کی براہِ راست نگرانی میں الجامع الصغیر مرتب ہوئی، جس سے اس کی سندی و فقہی حیثیت مزید مستحکم ہوئی۔

---

78 نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم السمرقندی، ابو اللیث، جو "امام الہدیٰ" کے لقب سے مشہور ہیں: ایک عظیم عالم اور فقہائے احناف کے بڑے ائمہ میں سے تھے۔ ان کی اہم تصانیف میں تفسیر القرآن، عمدۃ العقائد، بستان العارفین، شرح الجامع الصغیر اور دیگر بہت سی کتب شامل ہیں۔/ محی الدین الحنفی، الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ، ج ۲، ص ۴۴۹؛/ ابن قطلوبغا، تاج التراجم، ج ۱، ص ۳۶۰۔/

79 مخطوط (یعنی قلمی نسخہ): مؤسسہ آل البیت، الفہرست الشامل للتراث العربی والاسلامی المخطوط، طبعۃ مؤسسہ آل البیت، ۱۹۸۷ء، ج ۵، ص ۱۲۹۔

80 احمد بن منصور، قاضی، ابو نصر الاسبیجابی: وہ اپنے علاقے میں فقہ کے امام تھے، جہاں انہوں نے بڑے علماء سے علم حاصل کیا۔ پھر سمرقند کا سفر کیا، وہاں بڑے ائمہ سے مناظرے کیے اور طلبہ و فقہاء کو تعلیم دی۔ ان کی علمی کاوشیں نہایت خوبصورت طور پر ظاہر ہوئیں۔// محی الدین الحنفی، الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ، ج ۱، ص ۱۲۷؛// اللکنوی، الفوائد البھیۃ فی تراجم الحنفیۃ، ج ۱، ص ۴۲۔

81 مخطوط (یعنی قلمی نسخہ): مؤسسہ آل البیت، الفہرست الشامل للتراث العربی والاسلامی المخطوط، ج ۵، ص ۱۲۹۔

82 عمر بن عبد العزیز بن عمر بن مازہ، ابو محمد، برہان الائمہ، حسام الدین، جو "الصدر الشہید" کے لقب سے مشہور تھے: یہ فقہائے احناف کے بڑے علماء میں سے تھے، اور خراسان کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے الجامع الصغیر کی شرح لکھی، اسی طرح ادب القاضی کی شرح بھی لکھی۔ آپ کو سمرقند میں قتل کیا گیا اور بخارا میں ۵۳۶ ہجری میں دفن کیے گئے۔// الجواہر المضیۃ، ج ۱، ص ۳۹۱۔ نیز: مؤسسہ آل البیت، الفہرست الشامل، ج ۵، ص ۱۲۹۔

83 علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل الفرغانی المرغینانی، ابو الحسن، برہان الدین: فقہائے احناف کے بڑے علما میں سے تھے۔ ان کی نسبت "مرغینان" کی طرف ہے جو فرغانہ کے نواح میں واقع ہے۔ وہ مفسر، محقق، ادیب اور مجتہد تھے۔ ان کی مشہور تصانیف میں بدایۃ المبتدی اور اس کی شرح الہدایۃ فی شرح البدایۃ شامل ہیں۔// محی الدین الحنفی، الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ، ج ۱، ص ۳۸۳؛// اللکنوی، الفوائد البھیۃ فی تراجم الحنفیۃ، ج ۱، ص ۱۴۱۔

8. الجامع الصغیر میں بیان کردہ فقہی نکات نے بعد کے فقہاء کے لیے فقہی اصول وضوابط کی بنیاد فراہم کی۔اسلوبِ بیان میں فقہی نکتہ نگاری، اختصار اور استحضارِ مسائل کی جھلک نمایاں ہے جو امام محمدؒ کے علمی تبحر کا مظہر ہے۔
9. کتاب کی سندی ساخت ''محمد عن یعقوب عن ابی حنیفہ ''فقہی روایات کا تسلسل اور علمی ضبط کی بہترین مثال ہے۔امام ابو یوسفؒ نے خود اس کتاب کے مطالعے کو علمی معیار قرار دیا، حتیٰ کہ حفظِ الجامع الصغیر قضاۃ کے لیے اہلیت کی علامت سمجھا جاتا تھا۔
10. الجامع الصغیر کی فقہی ترتیب بعد میں ابو طاہر دباسؒ نے از سرِ نو منظم کی، تاکہ اسے تعلیم و تدریس کے لیے سہل اور قابلِ حفظ بنایا جا سکے۔یہ کتاب فقہی تفصیل کے بجائے فقہی فریم ورک اور بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے، جس پر بعد کی فقہی تشریحات کی بنیاد قائم کی گئی۔
11. مختلف ائمہ مثلاً یحییٰ بن سعید القطان، یحییٰ بن معین، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ تک اس کتاب کی علمی وقعت مسلم رہی۔
12. الجامع الصغیر کا مطالعہ فقہِ حنفی میں حفظ و فہم کے امتزاج کی روایت کا نقطۂ آغاز ثابت ہوا۔
13. فخر الاسلام البزدویؒ اور علامہ مرغینانیؒ جیسے فقہاء نے اس کی فقہی ترتیب و اسلوب کو فقہی منہج کی معیاری مثال قرار دیا۔الجامع الصغیر نے فقہِ حنفی کو محض استدلالی فقہ نہیں بلکہ قضاء کے عملی ضابطے کی حیثیت بخشی۔
14. یہ کتاب فقہِ حنفی کے اختصاری منہج کی بنیاد بنی، جس کی پیروی بعد کی کئی متونِ فقہ مثلاً القدوری، الہدایہ اور الوقایہ میں دیکھی جا سکتی ہے۔
15. نتیجتاً، الجامع الصغیر فقہِ حنفی کی علمی روایت میں ایک ایسا سنگِ میل ہے جس نے تدوین، تدریس، اور قضاء تینوں سطحوں پر فقہ کو منظم کیا۔

مصادر و مراجع

الشیبانی، محمد بن حسن، المقدمة الاصل، تحقیق: محمد بوینوکالن، وزارة الاوقاف والشؤون الاسلامیه، قطر۔

الشیبانی، محمد بن حسن، المقدمة للمبسوط، تحقیق: عبد الحیٔ لکھنوی، المکتبة الشاملة۔

الشیبانی، محمد بن حسن، الأصل، تحقیق: ابو الوفا الافغانی، مطبعة مجلس دائره المعارف العثمانیه، حیدر آباد دکن۔

الشیبانی، محمد بن حسن، الأصل، تحقیق: محمد بوینوکالن، المکتبة الشاملة۔

الشیبانی، محمد بن حسن، الأصل، تحقیق: شفیق شحاته، مطبعة جامعة القاہرة۔

الشیبانی، محمد بن حسن، الجامع الصغیر۔

الشیبانی، محمد بن حسن، الجامع الکبیر۔

السرخسی، شمس الائمه، المبسوط، دار المعرفة، بیروت۔

البزدوی، فخر الاسلام، شرح المبسوط، المکتبة الشاملة۔

المرغینانی، علاء الدین، بدایة المبتدی۔

الذہبی، شمس الدین، مناقب الامام ابی حنیفة وصاحبیه، لجنة احیاء المعارف النعمانیه، حیدر آباد دکن۔

الذہبی، شمس الدین، سیر اعلام النبلاء، مؤسسة الرسالة، بیروت۔

ابن الجوزی، عبد الرحمن، المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، دار الکتب العلمیه، بیروت۔

خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، دار الکتاب العربی، بیروت۔

ابن ندیم، الفہرست، دار المعرفة، بیروت۔

ابن قطلوبغا، تاج التراجم۔

محی الدین الحنفی، الجواہر المضیة فی طبقات الحنفیة۔

اللکنوي، محمد عبد الحي، الفوائد البهیة فی تراجم الحنفیة، دار الکتاب الاسلامی۔

اللکنوي، محمد عبد الحي، مقدمة الاصول۔

الطبری، ابو عمر محمد بن احمد الحنفی، شرح الجامع الصغیر۔

السمرقندی، نصر بن محمد، تفسیر القرآن، عمدة العقائد، بستان العارفین، شرح الجامع الصغیر۔

شامی، ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار۔

ابو زہرہ، محمد، ابو حنیفة حیاته وعصره وآراءه الفقهیة، دار الفکر العربی۔

SCRR

الندوی، علی احمد، الامام محمد بن الحسن الشیبانی و نابعة الفقه الاسلامی، دار القلم، دمشق۔
غازی، محمود احمد، محاضرات فقه، الفیصل ناشران، لاہور۔
الکوثری، محمد زاہد، بلوغ الامانی فی سیرۃ محمد بن الحسن الشیبانی، المکتبة الازہریة للتراث۔
عثمانی، تقی، اصول الافتاء وآدابه، اداره اسلامیات، لاہور۔
عثمانی، تقی، شرح عقود رسم المفتی۔
ابو بکر، عثمان ابراہیم علی، محمد بن حسن الشیبانی: حیات و خدمات، مترجم: ابو سفیان اصلاحی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی۔
مخطوط: مؤسسه آل البیت، الفہرست الشامل للتراث العربی والاسلامی المخطوط، مؤسسه آل البیت۔

English References

- *Chehata, Chafik.* The threefold division of Hanafi texts. *(Referenced in later studies; extended historically and geographically beyond the classical period).*
- *Hanif, S.* A Theory of Early Classical Ḥanafism. *PhD thesis, University of Oxford, 2017.*
- *Meron, Ya'akov. "The development of legal thought in Hanafi texts."* Studia Islamica *30 (1969): 73–118.*
- *Naseem, Ali, and Muhammad Mhasib. "A detailed study of the methods and styles of* Al-Mabsūt *lil-Sarkhsī."* Al-Mahdi Research Journal (MRJ) *5, no. 4 (2024): 695–701.*